



مدیر

(مولانا)

محمد فیاض خان سوآتی
مہتمم جامعہ نصرۃ العلوم

بانی

مفسر قرآن حضرة مولانا

صوفی عبدالحیید خان سوآتی
رحمۃ اللہ علیہ

ماہنامہ نصرۃ العلوم کی بیسوسیں جلد کا آغاز

ماہنامہ نصرۃ العلوم کا آغاز نومبر ۱۹۹۵ء میں ہوا تھا جو اللہ رب العزت کے خصوصی فضل و کرم اور آپ حضرات کی پر خلوص دعاؤں کے نتیجے میں یہ اپنی انسوسیں جلد مکمل کر کے بیسوسیں جلد میں داخل ہو چکا ہے جس کا پہلا شمارہ آپ کے ہاتھوں میں ہے، ہم تمام قارئین کرام کو ادارہ کی طرف سے مبارکباد پیش کرتے ہیں اور اللہ رب العزت کے حضور دعا گو بھی ہیں کہ وہ ہمارے جملہ دینی اور دنیادی حالات پر حرم فرمائے، عالم اسلام عموماً اور اہلیان پاکستان خصوصاً جن دگرگوں اور مصائب سے پُر حالات سے گزر رہے ہیں ان کو احاطہ تحریر میں لانا ممکن نہیں ہے، صرف اتنی گزارش ہے کہ اصلاح حال کے عمل کا آغاز فرد سے ہوتا ہے پھر کہیں جا کر حکومت و ریاست کے حالات درست ہوتے ہیں، اللہ رب العزت ہمیں انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنے حالات کو قرآن و سنت اور شریعت اسلامیہ کے مطابق درست کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

نئی جلد کے آغاز پر ہم تمام قارئین کرام ماہنامہ نصرۃ العلوم کی خدمت میں درخواست پیش کرتے ہیں کہ وہ اپنی خلوت و جلوت میں مسلمانانِ عالم کیلئے درست بدعا رہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اقوامِ عالم پر برتری عطا فرمائے، اور قعرِ مذلت سے نکال کر اونچی ترقیات پہنچائے اور ہم سب کو اپنی اصلاح کی توفیق سے بھی نوازے۔

نیز ماہنامہ نصرۃ العلوم کی پوری ٹیم کے لئے بھی نیک دعاؤں کی درخواست ہے، احقر اس کی ایڈیٹنگ، ترتیب، وفیات اور ذوق مطالعہ کے مستقل سلسلوں کی ذمہ داری انجام دیتا ہے جبکہ جامعہ کے صدر مدرس، نظام تعلیمات، جانشین امام اہل السنۃ مفکر اسلام شیخ الحدیث والفسیر حضرت مولانا علامہ زاہد الراشدی صاحب حالات و واقعات اور ایک مضمون مستقل تحریر فرماتے ہیں، حافظ محمد حذیفہ خان سوائی کمپوزنگ اور ڈیزائنگ، مولانا عنایت اللہ چترالی پروف ریڈنگ، مولانا عبد الرزاق خان ڈیروی طباعت اور مولانا شعیب قیصر پروری اس کی ترسیل کرتے ہیں۔ اللہ رب العزت سب کی خدمات قبول فرمائے اور دنیا اور آخرت کی جملہ بھلائیاں نصیب فرمائے، آمین یا رب العالمین۔

عنوانات صفحہ رشحات قلم

- ۱۔ حالات و واقعات
 - ۲۔ شفیق و حیم رسول ﷺ کی بعثت
 - ۳۔ ذوق مطالعہ
 - ۴۔ پاکستان میں نفاذ شریعت کیوں ضروری ہے
 - ۵۔ حضرت محمد ﷺ کے پیٹے کا انداز
 - ۶۔ منتخبات
 - ۷۔ پشاور کا خون آشام اور دلفگار سانحہ
 - ۸۔ اللہ کا انتخاب اور نام محمد ﷺ
 - ۹۔ جامعہ نصرۃ العلوم کے اعزازات
 - ۱۰۔ وفیات
- | | |
|----|----------------------------------|
| ۲ | مولانا زاہد الرشیدی |
| ۵ | مولانا صوفی عبد الحمید خان سواتی |
| ۱۲ | مولانا محمد فیاض خان سواتی |
| ۲۰ | مولانا زاہد الرشیدی |
| ۲۳ | حافظ محمد طلحہ مقبول شیخ |
| ۲۵ | محمد حذیفہ خان سواتی |
| ۳۳ | مولانا محمد فیاض خان سواتی |
| ۳۶ | ناکہ بنت حافظ عبدالجبار |
| ۵۰ | رپورٹ: مولانا قاری سعید احمد |
| ۵۲ | مولانا محمد فیاض خان سواتی |

شیخ الحدیث جامعہ نصرۃ العلوم
مولانا ماراہدی الراسدی

نفاذِ شریعت کے نام پر تشدد روانہ میں ہے

۱۶ دسمبر کو پشاور کے ایک سکول میں دہشت گردوں کی اندر حادھند فائزگ سے ڈیڑھ سو کے لگ بھگ افراد کی جن میں غالب اکثریت بچوں کی ہے المناک شہادت پر ملک کا ہر شخص سوگوار ہے اور اس دہشت ناک سانحہ نے صرف بہت سے پریشان کن سوالات کھڑے کر دیے ہیں بلکہ سیکولرزم کی پیش پناہی کرنے والے میڈیا کو ایک بار پھر عالمی سطح پر یہ موقع فراہم کیا ہے کہ وہ پاکستان کے دینی مدارس کے بارے میں کردار کشی کی مہم کو نئے سرے سے منظم کرے اور دینی حلقوں کو بدنام کرنے کیلئے اور زیادہ سرگرم عمل ہو جائے۔

پاکستان میں نفاذِ شریعت یا کسی اور مطالبہ کیلئے ہتھیار اٹھانے کی ملک کے جمہور علماء کرام نے کبھی حمایت نہیں کی اور تمام مکاتب فکر کے علماء کرام اس بات پر متفق چلے آرہے ہیں کہ پاکستان میں اسلامی نظام کا نفاذ ضروری ہے بلکہ قیامِ پاکستان کا مقصد اور تکمیل پاکستان کی حقیقی منزل ہے اور اس کیلئے جدوجہد کرنا دینی جماعتوں اور حلقوں کے فرائض میں شامل ہے لیکن اس کیلئے مسلح جدوجہد اور خروج جائز نہیں ہے بلکہ پُر امن عوامی جدوجہد ہی ملک میں نفاذِ اسلام کا جائز اور قبل عمل راستہ ہے۔

ہم کئی بار یہ عرض کرچکے ہیں کہ نفاذِ شریعت کیلئے صرف پارلیمانی سیاست پر اکتفاء کرنا بھی درست نہیں ہے اور اس مقدس مقصد کیلئے ہتھیار اٹھانے کا بھی کوئی جواز نہیں بلکہ جس طرح ہمارے اکابر نے شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی عینِ اللہ علیہ کی مالاۓ وہاں پر اپنی پرپُر امن اور عدم تشدد پر منی عوامی احتجاجی تحریک کا راستہ اختیار کیا تھا، اسی پالیسی اور حکمت عملی کو اپنانے کی ضرورت ہے اور پاکستان میں اسلامی نظام کا نفاذ اسی تحریکی سیاست کے ذریعہ ہی عمل میں آ سکتا ہے۔

وطن عزیز کی تاریخ شاہد ہے کہ نظامِ مصطفیٰ علیہ السلام کے نفاذ، عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور ناموسِ

رسالت ﷺ کی حفاظت کیلئے جب بھی تمام مکاتب فکر نے ایک فورم پر تحدی ہو کر جدوجہد کی ہے انہیں اپنے اہداف میں ناکامی کا سامنا نہیں کرنا پڑا اور ہر بار پیش رفت ان کا مقدر بنی ہے اور اب بھی صورت حال یہ ہے کہ تمام مکاتب فکر کے علماء کرام اگر تحریک ختم نبوت کی طرح تحدی ہو کر لادینی نظام کے خاتمه اور اسلامی نظام کے نفاذ کیلئے سمجھیدہ ہو جائیں اور پُر امن تحریکی قوت کو منظم کر کے میدان عمل میں آئیں تو انہیں ملک کے عوام کی طرف سے مایوسی نہیں ہو گی کیونکہ ملک کے عوام کی اکثریت آج بھی اسلام کا نفاذ چاہتی ہے، اب سے چھ سال قبل ایک بین الاقوامی ادارے نے سروے کر کے رپورٹ دی تھی کہ پاکستان کے عوام کی پچاہی فیصد اکثریت نفاذِ اسلام کی خواہاں ہے جبکہ ابھی دو ماہ قبل ٹیکن ایک آف پاکستان نے ایک عالمی ادارے کی مدد سے اس سرنوسروے کیا ہے اور اس کی رپورٹ کے مطابق پاکستان کے عوام کی پچانوے فیصد اکثریت ملک سے سودی نظام کے خاتمہ کی خواہاں ہے، ان رپورٹوں سے عوام کی اکثریتی روحانیات کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے، اس لئے اصل ضرورت اس امر کی ہے کہ رائے عامہ کو منظم کیا جائے، عوام کی صحیح راہ نمائی کی جائے، سڑپیٹ پاور کو اس کیلئے حرکت میں لا یا جائے اور پُر امن سیاسی جدوجہد کے ذریعہ حکمرانوں کو نفاذِ اسلام کیلئے اسی طرح مجبور کر دیا جائے جس طرح قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے اور تو بین رسالت ﷺ پر موت کی سزا کے قانون کا ہر حال میں تحفظ کرنے پر انہیں مجبور کر دیا گیا تھا۔

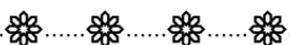
ہماری رائے میں اسلحہ برداری اور تشدد کے طرزِ عمل نے نفاذِ اسلام کی جدوجہد کو فائدہ کی بجائے نقصان پہنچایا ہے اور اس سے شرعی احکام و قوانین کے نفاذ کی منزل قریب آنے کی بجائے مزید دور ہوئی ہے، چند سال قبل جامعہ اشرفیہ لاہور میں علماء دیوبند کثر اللہ جماعتہم کے کم و بیش سمجھی حلقوں، مرکز اور جماعتوں کی قیادت نے مل بیٹھ کر ایک متفقہ موقف کا اعلان کیا تھا جس کو ایک متوازن اور جامع موقف کے طور پر ملک بھر میں سراہا گیا تھا لیکن یہ ہماری کمزوری ہے کہ اس موقف کو ملک کے ہر طبقہ کے حضرات تک پہنچانے کی ضرورت کو پورا نہیں کیا جاسکا جس کے نتیجے میں آج بھی قومی فضائیں اسی حوالہ سے شکوہ و شبہات کو فروع دینے میں بعض خود غرض حلقة پیش دکھائی دے رہے ہیں، اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ علماء دیوبند کا "مجلس علماء اسلام" کے نام سے وجود میں آنے والا نیا اتحاد اسی خلاء کو پُر کرنے کیلئے جلد اپنی رفت کرے اور تشدد کی پالیسی کی مذمت اور سے برأت کے ساتھ ساتھ نفاذِ شریعت کیلئے عمل جدوجہد کا اہتمام کرے تاکہ

نفاذِ شریعت کی جدوجہد کرنے والے علماء کرام اور دینی کارکنوں کو اپنے مقدس مشن کیلئے کام کا صحیح راستہ ملے اور کسی غلط طریق کا رکھنا کیلئے ان کے خلوص اور قربانیوں کے مسلسل اتحصال کا راستہ روکا جاسکے۔

اس کے ساتھ ہی ہم نفاذِ اسلام کے لئے تشدید کا راستہ اختیار کرنے والے دوستوں کو ان کی خیرخواہی کے پر خلوص جذبہ کے ساتھ یہ مشورہ دینا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ وہ ماضی عجید کے پر تشدید تحریکوں کے نتائج پر اگر نظر نہیں رکھتے تو کم از کم گزشتہ تین عشرتوں کے دوران الجزاائر میں رونما ہونے والے حالات کا ہی مطالعہ کر لیں جہاں عام انتخابات میں اسلامی جماعتوں کے متحده مجاز "اسلامک سالویشن فرنٹ" کی واضح کامیابی کے بعد فوجی مداخلت کے ذریعہ سے ناکام بنائے جانے پر عمل میں بہت سے گروہوں نے تشدید اور عسکریت کا راستہ اختیار کیا تو اس کا نتیجہ کیا سامنے آیا؟ عسکریت اور تشدید کے اس طرزِ عمل نے صرف الجزاائر میں فوج اور عوام کو ایک دوسرے کے خلاف صفائی کر دی بلکہ درجنوں گروہوں نے ایک دوسرے کے خلاف تکفیر کا ہتھیار استعمال کر کے خانہ جنگلی کی صورت حال پیدا کر دی جس کے بارے میں عالمی روپرتوں میں بتایا جاتا ہے کہ دس سال کے عرصہ میں ایک لاکھ کے لگ بھگ الجزاائری شہری اس خانہ جنگلی کی نذر ہو گئے جبکہ اس سارے عمل اور قربانیوں کا سیکولر حلقوں اور عالمی استعمار کو کوئی نقصان نہیں ہوا بلکہ اسلام اور جہاد کے نام پر کام کرنے والے متعدد گروہوں نے اپنی قوت کو آپس میں اڑاڑ کر ہی ختم کر دیا ہے۔

نفاذِ شریعت کی جدوجہد ہمارے فرائض میں سے ہے لیکن اس کیلئے صحیح حکمتِ عملی اختیار کرنا اور کارکنوں کی درست سمت راہ نہایتی کرنا بھی ہماری دینی ذمہ داری ہے جس کیلئے ملک بھر کے دینی و علمی حلقوں اور جماعتیں کو موثر کردار ادا کرنا چاہیے۔

ان گزارشات کے ساتھ ہم پشاور کے سانحہ پر انتہائی رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے بے گناہ شہریوں اور معصوم بچوں کے اس وحشیانہ قتل عام کی ندمت کرتے ہیں اور شہداء کی مغفرت کی دعا کے ساتھ ساتھ ان کے خاندانوں کے ساتھ ہمدردی اور رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے دعا گو ہیں کہ اللہ رب العزت وطن عزیز کو امن و امان کا ماحول عطا کریں، پاکستان کو اسلام کے عادلانہ نظام کی منزل سے ہمکنار کریں اور ہم سب کو خلوص، ایثار اور حکمت و تدبر کے ساتھ اس کیلئے محنت کی توفیق عطا فرمائیں، آمین یا رب العالمین۔



شفیق و رحیم رسول ﷺ کی بعثت

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى، اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم، بسم الله الرحمن الرحيم ۝

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنْتُمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَءُوفٌ ۝ فَإِنْ تَوَلُّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، عَلَيْهِ تَوَكَّلُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۝ (التوبہ-۱۲۸، ۱۲۹)

(ترجمہ) البنت تحقیق آگیا ہے تمہارے پاس ایک بڑا رسول تم میں سے (تمہارے نفسوں میں سے) اس پر دشوار گزرتی ہے وہ بات جو تم کو مشقت میں ڈالتی ہے، وہ تمہاری بھلانی کا بہت حریص ہے اور ایمان والوں کیلئے نہایت شفقت کرنے والا اور بہت مہربان ہے، پس اگر یہ لوگ روگردانی کریں تو (اے پیغمبر ﷺ!) آپ کہہ دیجیے، کافی ہے میر لیے اللہ، اس کے سوا کوئی معبد نہیں ہے، میں اُسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔
عقیدے اور ایمان کی درستگی

محترم حاضرین و برادران اسلام! اس وقت میں نے سورۃ التوبہ کی آخری دو آیات تلاوت کی ہیں اور ان کا ترجمہ بھی عرض کر دیا ہے، اللہ جل شانہ نے حضور ﷺ کی دنیا میں آمد، آپ کے عقیدے فکر اور کام کے بارے میں ان آیات میں بات سمجھائی ہے، اس ماہ مبارک میں آپ سیرت نبوی ﷺ پر لوگوں کی باتیں سنتے رہتے ہیں جن میں صحیح باقیں بھی ہوتی ہیں اور غلط بھی مگر ایک ایماندار آدمی کا فرض ہے کہ وہ صحیح اور غلط میں امتیاز کرے، صحیح باتوں کو سمجھنے کی کوشش کرے اور غلط باتوں کو نہ اپنائے کیونکہ غلط باتوں سے کچھ فائدہ

نہیں ہوتا اور فائدہ صحیح باقتوں سے ہی ہوتا ہے، اپنے عقیدے اور فکر کو پاک رکھنا اور ایمان کو صحیح رکھنا ہر مسلمان کا اولین فرض ہے، اس کے بعد عمل اور اخلاص کو درست کرنا بھی ضروری ہے، لیکن سب سے پہلے اپنے ذاتی اعتقاد کی درستگی بہت ضروری ہے یعنی آدمی کے ایمان میں کسی قسم کی خرابی نہ ہو، اگر ایمان میں خرابی ہوگی تو انسان نجات سے محروم ہو جائے گا، اور پھر برزخ، حشر اور آخرت میں بھی تکلیف ہی اٹھائے گا، لہذا ضروری ہے کہ ہر شخص اپنی فکر کو درست رکھے۔

عظمیم المرتب رسول کی بعثت

سورۃ التوبہ قرآن پاک کی آخری سورتوں میں سے ہے جو مدنی زندگی میں نازل ہوئی، اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے عقیدے کی درستگی کے علاوہ پیغمبر ﷺ کی حیثیت اور آپ کی دنیا میں تشریف آوری کا ذکر کر کے اپنا احسان جلتا یا ہے، ارشاد ہوا ہے لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ اے بنی نوع انسان بالخصوص عرب اور مکہ کے رہنے والے خاندان قریش کے لوگو، جو قرآن کے اولین مخاطبین ہو اور جن کی زبان میں قرآن نازل ہوا ہے، اور جنہوں نے ساری دنیا کا معلم بنتا ہے، یہ بات قطعی اور یقینی ہے کہ تمہارے پاس رَسُولٌ بِّرٍ عظیم المرتب رسول آپ کا ہے، رَسُولٌ نَّکرَهٗ اور ایسے موقع پر نکرہ کا لفظ عظمت کیلئے آتا ہے، بعض دوسری سورتوں میں بھی یہ لفظ نکرہ ہی ذکر کیا گیا ہے یعنی بڑی شان اور بڑے مرتبے والا رسول جس کے مرتبے کو مخلوق خدا میں کوئی نہیں پہنچ سکتا، وہ بلند مرتبہ رسول تمہارے پاس آپ کا ہے، اس کی ولادت، پرورش، بچپن، جوانی اور بڑھا پا مکہ میں تمہارے سامنے ہے، اس کی کوئی چیز تم سے پوشیدہ نہیں ہے، وہ عظیم المرتب رسول مِنْ أَنفُسِكُمْ تم میں سے ہے یعنی تمہارے ہی خاندان کا ایک فرد ہے، کہیں باہر سے نہیں آیا۔

دیگر رسولوں کی بعثت

آپ سنتے رہتے کہ بعض رسول بعض علاقوں میں پیدا ہوئے مگر معموٹ دوسرے علاقوں کے لوگوں کی طرف ہوئے، حضرت لوط ﷺ عراق کے باشندے تھے مگر شرق اردن کی طرف معموٹ ہوئے، ابراہیم ﷺ بھی بابل (عراق) کے رہنے والے تھے مگر اہل فلسطین اور عرب کی طرف معموٹ ہوئے، حضرت یوسف ﷺ فلسطین کے باشندے تھے مگر اللہ نے عراق کے شہر نینوا کی طرف مأمور کیا، البتہ اکثر و بیشتر اسی قوم کے لوگوں میں سے اللہ نے رسول کو منتخب فرمایا کہ اپنی کی طرف معموٹ فرمایا، مثلاً حضرت صودق ﷺ قوم عاد ہی کے ایک فرد

تھے، انہی کے بھائی تھے اور انہی کی طرف مبouth ہوئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، وَالَّتِی عَادَ أَخَاهُمْ هُوُدًا (اعراف-۶۵) قوم عاد بڑی طاقتور اور متدين قوم تھی، اس کے افراد بڑے جسم اور طاقتور تھے، اللہ نے انہی میں سے ان کے بھائی ہود علیہ السلام کو ان کی طرف رسول بنا کر بھیجا، اسی طرح قوم ثمودی کی طرف ان کے بھائی صالح علیہ السلام مبouth ہوئے، وَالَّتِی ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَلِحًا (اعراف-۳۷) اس قوم کے لوگ تبوک سے لے کر وادی القرمی تک آباد تھے اور ان کے سترہ سو بڑے شہر اور قصبے تھے، اللہ نے ان کے بھائی صالح علیہ السلام کو ان کی طرف مبouth فرمایا، وَالَّتِی مَذَيَّنَ أَخَاهُمْ شَعِيبًا (الاعراف-۸۵) اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب علیہ السلام کو رسول بنا کر بھیجا گیا، اکثر ایسا ہی ہوا ہے۔

حضور علیہ السلام کی خصوصیات

اور خود حضور نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ علیہ السلام کے متعلق اللہ نے فرمایا کہ عرب اور آخري دور کے لوگو، نیز مکہ کے قرش خاندان والو، لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمُ الْبَيْتَ تَحْقِيقَ تَمَہارے پاس آگیا ہے وہ جو بلند مرتبہ اور عظیم الشان رسول ہے، بلکہ رسولوں کا آخری فرد اور سلسلہ رسول کی آخری کڑی ہے، اللہ کا ارشاد ہے، مَا كَانَ مُحَمَّدًا أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِجَالِكُمْ وَلِكُنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّنَ (الاحزاب-۲۰) محمد علیہ السلام تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں کیونکہ ان کی نزینہ اولاد بچپن میں ہی فوت ہو گئی تھی، اور آپ اللہ کے رسول اور خاتم النبین ہیں، اللہ نے آپ کو سب سے آخر میں نبوت عطا فرمائی، فَرَمَيْمُنْ أَنْفُسِكُمْ وہ رسول تم میں سے ہی ہے، تمہارے خاندان کا ایک فرد ہے، آپ کی عزت و شرف اور خاندانی عظمت کی گواہی تو مشرکین مکہ بھی دیتے تھے، چنانچہ جب شاہ هرقل نے دشمنی کے دور میں بھی ابوسفیان سے پوچھا کہ جس شخص نے تمہارے ہاں نبوت کا دعویٰ کیا ہے کیف فیکُمْ وہ تمہارے درمیان کیسا ہے؟ تو ابوسفیان نے یہی جواب دیا تھا، هُوَ فِينَا دُوْنَسِ وَدُوْ حَسَبٍ ہمارے درمیان وہ بڑے شریف حسب و نسب والا آدمی ہے، اس کے حسب نسب، خاندانی شرافت یا اس کے ذاتی کیریکٹر پر انگلی نہیں اٹھائی جاسکتی، اس میں ذاتی طور پر بھی کوئی عیب نہیں ہے، یہ دشمن نے بھی گواہی دی، غرضیکہ فرمایا کہ تم میں سے ہی ایک عظیم الشان رسول آگیا ہے، یہ کوئی جنات یا فرشتوں سے نہیں آیا، نہ ہی کسی دوسری عجمی قوم سے آیا ہے بلکہ تمہاری ہی قوم کا ایک عرب ہے اور حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کی اولاد میں سے خاندان قریش میں سے

ہے، قریش بنی ہاشم کا منتخب قبیلہ ہے جو سارے عرب میں محترم سمجھا جاتا ہے، اللہ نے اس خاندان میں اپنے آخری رسول کو مبعوث فرمایا ہے، وہ کسی کا بھائی، کسی کا بھتیجا، کسی کا خاوند اور جانا پہچانا ہے۔
رسول انسان ہوتا ہے

آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ سارے نبی اور رسول انسان ہی ہوتے ہیں، وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا (الخل - ۲۳) ہم نے آپ سے پہلے مردوں کو ہی رسول بنا کر بھیجا، کسی عورت کو رسول نہیں بنایا، عورتیں نیک اور صدقیقہ تو ہو سکتی ہیں مگر نبی یا رسول نہیں ہو سکتیں، رسول ہمیشہ انسان اور مرد ہی ہوتے ہیں کیونکہ وہ انسانوں کی طرف ہی مبعوث ہوتے رہے ہیں، اللہ کا فرمان ہے قُلْ لَوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلِئَكٌ يَمْسُحُونَ مُطْمَئِنِينَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ مَلَكًا رَسُولًا (بنی اسرائیل - ۵۹) اے پیغمبر ﷺ ! آپ کہہ دیں کہ اگر زمین میں فرشتے چلتے پھرتے ہوتے تو ان کے پاس ہم فرشتے کو پیغمبر بنا کر بھیج دیتے، چونکہ زمین پر انسان آباد ہیں لہذا انسانوں کو ہی رسول بنا کر بھیجا ہے۔

خدا کے جزو کا غلط عقیدہ

البِتَّةِ يُعْضِلُ لَوْكُوْنَ نے غلط عقیدے بنا رکھے ہیں، وَجَعَلُوا لَهُ مِنْ عِبَادِهِ جُزْءاً انہوں نے خدا کے بندوں کو اس کا جزو بنا دیا ہے، عیسائیوں نے مسیح علیہ السلام کو تین میں سے تیسرا خدا تسلیم کر لیا، حالانکہ اللہ نے واضح فرمادیا ہے، لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ (المائدہ - ۳۷) وہ لوگ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ تین میں سے تیسرا ہے، کبھی مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہہ دیا، وَقَالَتِ الْيَهُودُ عَرَبُوْنَ ابْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ (التوبہ - ۳۰) یہودیوں نے عزیز ﷺ کو اور عیسائیوں نے مسیح ﷺ کو خدا کا بیٹا کہہ دیا، اور عیسائیوں نے مریم علیہا السلام کو مادر خدا تک کہہ دیا، ایسے لوگ اس آخری امت میں بھی موجود ہیں جن کو نہ حقیقت کا پتہ ہے نہ شریعت کا علم ہے، انہوں نے نُورٌ مِنْ نُورِ اللَّهِ کہہ کر حضور ﷺ کو خدا کے نور کا ایک ٹکڑا قرار دیا جو خدا سے الگ ہو کر آگیا ہے۔

ہم زبان رسول

ادھر اللہ کا فرمان تو یہ ہے کہ اللہ کا آخری رسول انسان ہے، تمہاری قوم اور نسل سے ہے، وہ تمہاری زبان بولتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ قانون ہے وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا بِلِسَانٍ قَوْمَهُ لَيُبَيِّنَ لَهُمْ

(ابراہیم۔۲) اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس قوم کی زبان میں تاکہ وہ انہیں احکام خداوندی کھول کر بتا دے، ہر پیغمبر اپنی قوم کی زبان بولتا ہے اور خدا نے پیغام بھی اسی زبان میں نازل کیا ہے تاکہ امت کو سمجھنے میں کوئی وقت پیش نہ آئے، حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے عربوں میں مبouth فرمایا اور قرآن پاک آپ کی قومی زبان عربی میں نازل فرمایا، باقی زبانوں میں الفاظ کا تھوڑا بہت فرق ہوتا ہے وہ سب متروک ہے، قرآن سارا قریش کی زبان میں ہے اور آج ساری دنیا میں پھیلا ہوا ہے، فرمایا یہ رسول تم میں سے ہی ہے اور تمہاری ہی زبان بولتا ہے، نبی کے بارے میں صحیح اعتماد رکھنا فلک روپا ک کرنے کیلئے ضروری ہے، علم عقائد والے نبی کی تعریف اس طرح کرتے ہیں ہو انسان بعثۃ اللہ لتبیلیغ ما اوحی الیہ یعنی نبی انسان ہوتا ہے جس کو اس چیز کے پہنچانے کیلئے مبouth فرماتا ہے جو اس کی طرف وحی کی جاتی ہے، الغرض! میں نے مِنْ اَنفُسِہِمْ کی بات آپ کے گوش گزار کر دی ہے۔

آخری نبی کی صفاتِ عالیہ

اپنے آخری نبی کی بعثت کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اُن کی صفت بھی بیان کی ہے، عزیزُ علیہ مَا عَنِتُمْ جو چیز تھیں مشقت میں ڈالتی ہے، اللہ کے نبی پر وہ شاق گزرتی ہے اور آپ کو بڑی تکلیف پہنچتی ہے، حضور ﷺ کو امت کے اہل ایمان کی تکلیف پر بڑا دکھ پہنچتا ہے، عنت کا معنی شفقت ہوتا ہے، اے اہل ایمان! جو چیز تم کو مشقت میں ڈالتی ہے، وہ نبی پر گراں گزرتی ہے اور اس کو صدمہ پہنچتا ہے، حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ نبی اپنی امت کی بہتری کا بڑا حریص ہے، بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ وَّ فَرِحِيمٌ وَّ مُومنوں کیلئے خاص طور پر رافت یعنی شفقت کرنے والا اور نہایت مہربان ہے، رَءُوفٌ وَّ فَرِحِيمٌ اللہ تعالیٰ کی صفت بھی ہے جیسے فرمایا اللہ رَءُوفٌ وَّ فَرِحِيمٌ (البقرہ۔۲۷) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر شفقت کرنے والا ہے، اللہ تعالیٰ خالق اور مالک ہونے کی حیثیت سے اپنے بندوں پر بڑا شفیق ہے، جبکہ پیغمبر انسان مبلغ، معلم، ہادی اور مزکی ہونے کی حیثیت سے لوگوں پر بڑا شفیق ہے، فرمایا وہ پیغمبر رَوْفٌ بھی ہے اور رحیم بھی ہے یعنی بڑا ہی مہربان ہے، صفت رحیم بھی خدا تعالیٰ اور پیغمبر ﷺ کے درمیان مشترک ہے، خدا بھی مالک ہونے کی بناء پر مخلوق پر مہربان ہے اور رسول ہونے کی حیثیت سے نبی بھی امت پر بڑا مہربان ہے، جو شفقت اور مہربانی امت کیلئے حضور ﷺ میں پائی جاتی ہے وہ کسی دوسری انسانی مخلوق میں نہیں پائی جاتی اور نہ ہی ایسی شفقت اور مہربان کسی

جن یا فرشتے میں پائی جاتی ہے۔

خدا پر بھروسہ

اتنی بات سمجھانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا فاًنْ تَوَلُّوا أَكْرِي لَوْگ بہادیت کے پروگرام قرآن کو نہ منیں فَقُلْ تَوَا آپ اعلان کر دیں اے شفیر اللہ علیہ السلام آپ کہہ دیں کہ مجھے تمہاری کچھ پرواہ نہیں ہے، حسُبِی اللہ میرے لیے مجھے میراللہ ہی کافی ہے، وہی میرا مددگار، حامی اور ناصر ہے، مجھے تمہارا کچھ خوف نہیں ہے، اگر تم اپنے شفیق اور مہربان کی بات کوٹھراتے ہو تو پھر جو چاہے کرتے رہو، مجھے تو اللہ ہی کافی ہے عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ میرا اسی پر اعتماد ہے، میں اُسی کے بھروسے پرانا پروگرام چلاتا رہوں گا، وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمُ اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔

محتماجوں کی اعانت

حدیث شریف میں آتا ہے کہ قبیلہ مضر کے بعض لوگ آپ کی خدمت میں مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے، ان کی حالت یہ تھی کہ ان کے کپڑے پھٹے پرانے تھے اور ظاہری شکل و صورت سے بھی خستہ حال معلوم ہوتے تھے، اسلحہ انکے پاس تھا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ مجاہد لوگ ہیں اور جہاد کی غرض سے اپنے گھروں سے نکلے ہیں، انکی یہ حالت دیکھ کر حضور ﷺ بے چین ہو گئے اور پریشانی کے عالم میں کبھی اندر جاتے اور کبھی باہر تشریف لے آتے، اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا، بلاں ﷺ نے اذان کی اور حضور ﷺ نے صحابہ کے ساتھ نماز پڑھی، اس کے بعد آپ ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا یا إِنَّمَا الَّذِينَ امْنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلَتُنْظُرُنَّ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدِ (الحضر - ۱۸) اے ایمان والو! اللہ سے ڈرجاؤ اور ہر نفس کو سوچ لینا چاہیے کہ اس نے کل یعنی قیامت کیلئے آگے کیا بھیجا ہے، محاسبے کی منزل آنے والی ہے اور آج اپنے ان بھائیوں کی حالت دیکھ لو، جس شخص کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ ادا کر کے ان کی پریشانی کو دور کرنے میں معاونت کرے، پھر دیکھتے ہی دیکھتے جس شخص کے پاس کپڑا تھا، وہ کپڑا لے آیا، جس کے پاس انماج تھا وہ انماج لے آیا، جس کے پاس درہم یاد دینا رہتے، اُس نے وہ پیش کر دیے، حتیٰ کہ حضور ﷺ کے سامنے ان چیزوں کا ڈھیر لگ گیا، صحابہ کا یہ ایثار دیکھ کر حضور ﷺ کا چہرہ مبارک سونے کی ڈلی کی طرح چمک اٹھا اور آپ نے وہ اشیاء ان مسافروں میں تقسیم کر دیں، غرضیکہ کسی بھی معاملہ میں کسی مسلمان کو تکلیف پہنچتی تو اللہ کے نبی بے

چین ہو جاتے، آپ کسی کا فاقہ برداشت نہ کرتے، کسی مسلمان پر ظلم یا اُس کی بے عزتی ہوتا نہ دیکھ سکتے، اسی طرح حضور ﷺ کے پیروکاروں پر بھی یہی فرائض عائد ہوتے ہیں کہ وہ اپنے کسی بھائی کو بے یار و مددگار نہ چھوڑ سیں۔

چوہدری افضل حق مرحوم

ادھر ہمارے لوگوں کی حالت یہ ہے کہ دعوے تو بڑے کرتے ہیں، سیرت کے جلسے اور میلاد کی محفلیں بھی ہوتی ہیں مگر جو کرنے کے کام ہیں اُن سے چشم پوشی اختیار کی جاتی ہے، اس وقت میرے سامنے چوہدری افضل حق کی ایک عبارت آگئی ہے جو آپ سب لوگوں کے سننے کے قابل ہے، آپ سیرت کی باتیں سننے ہیں، اسی سلسلہ میں اللہ کے اس بندے کی چند سطریں بھی سن لیں، ہمارے دور کے بڑے بڑے رجال گزرے ہیں جن میں ایک یہ بھی تھے، انگریز کے زمانے میں سرکاری ملازم تھے مگر انگریز کی مخالفت میں ملازمت کو ٹھوکر مار دی، زمیندار تھے مگر زمین فروخت کر کے جماعت کے کام میں لگادی، بڑے مخلص آدمی تھے، انگریز مخالفت میں عمر بھر کا بیشتر حصہ قید میں گزار دیا، برصغیر کی کوئی جیل ایسی نہیں ہو گی جہاں پر آپ کو محبوس نہ رکھا گیا ہو، میانوالی، گجرات، راولپنڈی، لاہور، ساہیوال، گورکھپور، ناگپور اور ملکتنہ کی جیلیں اس مرد مون نے آباد کیں، مگر جب جنازہ اٹھا تو آپ کے دفتر سے کیونکہ مکان، جائیداد سب کچھ ختم ہو چکے تھے اور صرف اللہ کا نام باقی تھا، دنیا جمع کرنے کی بھی کوشش نہیں کی، انگریز کا مقابلہ کرنا مقصود تھا تاکہ وہ برصغیر سے جائے تو اسلام کیلئے کوئی بات بنے، انگریز نے بڑا ذلیل کیا، نقصان پہنچایا، مذہب اور نسلیں تک خراب کیں، بادشاہیاں چھن گئیں، لوگوں کو غلام بنایا، اقتصادیات کو تباہ کیا، آج ہم اسی نقصان کا خمیازہ بھگلت رہے ہیں۔

ذکر رسول کی خوشنگواریاں

حضور ﷺ کا ذکر مبارک اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے بعد سب سے خوشنگوار ذکر ہے، اس ضمن میں چوہدری افضل حق مرحوم لکھتے ہیں کہ ”اس خوشنگوار یاد کوتازہ کرنے کیلئے مسلمانوں نے کیا کیا؟ مولود پڑھا، نعمتیں اور شعر پڑھے، رات بھر بیدار رہے مگر عین نماز فجر کے وقت سو گئے۔“

آپ بھی تجربہ کر کے دیکھ لیں، لمبے لمبے جلسے کرنے والے اور بڑے بڑے میلاد پڑھنے والے صحیح کی نماز پابندی سے نہیں پڑھتے، جس طرح سینما یا تھیٹر میں جانے والوں کو فخر کی نماز نصیب نہیں ہوتی، اسی طرح

میلادی بھی اس فریضہ کی ادائیگی سے محروم رہ جاتے ہیں، یہ بات تو اسلام کی روح کے منافی ہے، اس لئے حکم ہے کہ عشاء کی نماز پڑھ کر جلدی سونے کی کوشش کروتا کہ تم کچھ دیر آرام بھی کر سکو اور فرائض کی ادائیگی کے لئے بھی وقت نکل سکے، مگر چوہدری صاحب نے بالکل درست کہا ہے کہ ”عین نماز کے وقت سو گئے۔“

اموال کا صحیح مصرف

ان میلادی محفلوں پر کروڑوں روپے صرف ہوتے ہیں مگر مسلمانوں کے اموال میں سے انسانیت کی تعمیر کیلئے ایک پائی بھی صرف نہیں ہوتی، البتہ دعوتوں، مشاعروں اور محفل میلاد پر کروڑوں صرف ہو رہے ہیں، چوہدری صاحب افسوس کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں، ”کاش مسلمان ان مالوں سے تربیت کے مراکز قائم کرتے اور جو قوم ان میلادی محفلوں میں جھنڈیوں اور دیگر سوم پر خرچ کی جاتی ہے اس مال سے بچوں کی تربیت کے مرکز قائم کرتے جن میں اولو العزم بچے پیدا ہوتے جو اسلام کی تعلیم کو عام کرتے،“ غور فرمائیں کہ چوہدری افضل حق نے کیسی اچھی بات سمجھائی ہے، یہ مال کسی ٹھکانے لگانا اور کچھ نہیں تو آج کل یہ مال سیلا ب زدگان اور دیگر محتاجوں کے کام آتا، آپ مزید لکھتے ہیں ”صرف نعمتیں پڑھنے سے حضرت محمد ﷺ کے مشن کو تقویت نہیں پہنچ سکتی، اسلام با توں سے نہیں بلکہ عمل سے زندہ ہوتا ہے۔“

چوہدری صاحب کی یہ عبارت میرے سامنے آگئی تو میں نے چاہا کہ آپ کو بھی سنادوں، آپ بھی میلاد کے بہت شائق ہیں، سنتے ہیں، کرتے ہیں مگر ذرا اصل بات بھی سمجھ لینی چاہیے۔

نفاذِ شریعت اور حکومت وقت

حاجی عبد القیوم صاحب کہتے ہیں کہ ہمارے صدر اسحاق صاحب ایکشن کرنے اور ملک میں شریعت کے نفاذ کا وعدہ کرتے رہتے ہیں، کیا ہمارا ماضی اور حال شریعت کے مطابق ہو گیا ہے؟ کیا پاکستان کے مقدار میں بھی کچھ لکھا ہے؟

بھائی! جس بات کا رونا آپ رورہے ہیں، ہم تو ہمیشہ یہی بات کرتے رہتے ہیں، ہمارے ملک میں اسلام کا کیا کام بن رہا ہے، سب کچھ آپ کے سامنے ہے، تاہم ما یوں نہیں ہونا چاہیے کیونکہ ما یوں اسلام کے خلاف ہے، پہلوں کو بھی دیکھ لے کر یہ کیا کرتے ہیں اور آئندہ آنے والے لوگ اسلام

کا کتنا پرچار کرتے ہیں، ہمارا توعیٰ ہے کہ جو قرآن کی تعلیم کے خلاف کرے گا وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا، سب جھوٹ اور فراڈ ہے، اسلام کا کچھ نہیں ہو گا، یہ تو محض باتیں ہیں، کام تو عمل سے ہوتا ہے۔

دعائیے کلمات

یہ صاحب کہتے ہیں کہ ہمارے گھر میں سخت ناتفاقی ہے اور بڑی پریشانی کی حالت ہے، انہوں نے سارے نمازیوں سے دعا کی درخواست کی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ ان کی پریشانی کو دور فرمائے۔

اللہ تعالیٰ ان کو بھی اور دیگر مسلمانوں کو بھی ہر قسم کی گھر لیو، کار و باری یاد گیر پریشانیوں سے نجات دلائے اور سب مسلمانوں کو اتفاق و اتحاد کی نعمت نصیب فرمائے، اور جو مسلمان وفات پا چکے ہیں اللہ تعالیٰ سب کی غلطیوں سے درگزر فرمائے، ان کی نیکیوں کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور سب کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا کرے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو دینِ حق کی سمجھ اور اس پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے اور سب کا خاتمه ایمان پر فرمائے۔

سبحانک اللہم وبحمدک اشهد ان لا الله الا انت استغفرک.

(تاریخ خطبہ ۱۲۸ اکتوبر ۱۹۸۸ء)

خطبہ حجۃ الوداع

تمکیلِ انسانیت کا عالمی پروگرام اور امن چارٹر

خطببات:

مفسر قرآن، محدث کبیر

حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی حَفَظَ اللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمَ

بانی جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

ناشر:

ادارہ نشر و اشاعت جامعہ نصرۃ العلوم فاروق گنج گوجرانوالہ پاکستان

ذوق مطالعہ

حضور ﷺ کی ولادت کی تحقیقی تاریخ

اشیخ محمد الحضری بک مدرسالتاریخ الاسلامی بالجامعة المصریہ قمطراز ہیں

”(قططینیہ کے شہر آفاق بیت دان اور مجسم) محمود باشا الفکلی مرحوم نے تحقیق کی ہے کہ (حضور ﷺ کی ولادت باسعادت) نورنیج الاول سمووار کے دن صح کے وقت ہوئی تھی، جو میلاد سے ۲۰ اپریل ۱۴۵۸ء کے موافق ہے اور وہ حادثہ فیل کے پہلے سال کے ساتھ (بھی) موافق ہے۔“

(نورائیقین فی سیرۃ سید المرسلین عربی ص ۶ طبع قاہرہ مصر)

حضور ﷺ کے والد اور دادا کی اکٹھی شادی

الامام الفقيہ الحمد ثابی القاسم عبد الرحمن بن عبد اللہ الخشومی السهیلی رضی اللہ عنہ المتوفی ۱۵۸۷ھ
لکھتے ہیں

”جزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام کا ذکر، ان کی والدہ حالت بنت اہبیب بن عبد مناف بن زہرہ ہے، اور اہبیب (حضور ﷺ کی والدہ) آمنہ بنت وہب کے پچھا تھے، (حالہ) کے ساتھ (حضور ﷺ کے دادا) عبد المطلب نے نکاح کیا اور ان کے بیٹے (حضور ﷺ کے والد) عبد اللہ نے آمنہ کی ساتھ ایک ہی نائم نکاح کیا، عبد المطلب کے لئے ہالہ سے جزہ پیدا ہوئے اور عبد اللہ کے لئے آمنہ سے رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے، پھر ان دونوں (یعنی حضور ﷺ اور حضرت جزہ رضی اللہ عنہ) کو تو یہ نے دودھ پلایا (اہذا یہ دونوں پچھا بھتیجا اور رضا می بھائی بھی ہیں۔)“ (الروض الانف عربی ج اص ۱۸۵، ۱۸۶ طبع ملتان)

حضور ﷺ کی ولادت کی ایک جیرت انگیز پیشگوئی

الامام الحمد ابوکبر احمد بن الحسین لوثیق الشافعی رضی اللہ عنہ المتوفی ۲۵۸ھ لکھتے ہیں

”(حضور ﷺ کے دادا) عبدالمطلب نے کہا کہ میں سردیوں کے سفر میں یمن آیا، تو میں (وہاں) یہودیوں کے ایک عالم پر اترا، تو ابھی زبور (یعنی یہودیوں) میں سے ایک آدمی نے مجھے کہا کہ اے عبدالمطلب کیا تو مجھے اجازت دیتا ہے کہ میں تیرے بدن کو دیکھو؟ تو میں نے اسے کہا کہ شرمگاہ کے علاوہ دیکھ سکتا ہے، (غالباً وہ سابقہ کتابوں کا عالم اور قیافہ دان ہوگا) عبدالمطلب نے کہا کہ اس نے میرے ناک کے دونوں ناخنوں میں سے (پہلے) ایک کوکھوں کراس میں دیکھا، پھر اس نے دوسرے میں دیکھا، اور اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے دونوں باتھوں میں سے ایک میں باڈشاہی ہوگی اور دوسرے میں نبوت، اور میں خیال کرتا ہوں کہ یہ (حضور ﷺ کے نھال) بنی زہرہ میں ہوگی، یہ (میری پیشگوئی) کیسی ہے؟ تو میں نے کہا کہ میں نہیں جانتا، اس نے پوچھا کیا تیرے لئے شاغر ہے؟ عبدالمطلب نے کہا، میں نے پوچھا شاغر کیا ہوتی ہے؟ تو اس نے کہا زوجہ (بیوی) تو میں نے کہا کہ آج تک تو نہیں ہے، تو اس نے کہا جب تو واپس جائے تو ان (بنی زہرہ) میں نکاح کرنا، عبدالمطلب مکہ لوٹا تو اس نے حالہ بنت وہب بن عبد مناف سے شادی کی تو اس سے حمزہ اور صفیہ پیدا ہوئے، (حضور ﷺ کے والد) عبد اللہ بن عبدالمطلب نے آمنہ بنت وہب سے شادی کی تو رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے، جب عبد اللہ نے آمنہ سے شادی کی تو قریش نے کہا، عبد اللہ نے اپنے باپ پر کامیابی پالی ہے۔“ (دلائل النبوة و معرفة احوال صاحب الشریعۃ عربی ج اص ۱۰۶، ۷۰۰ طبع بیروت لبنان)

حضور ﷺ کی ولادت پر ایک حیرت انگیز مجزہ

الامام علی بن برہان الدین الحنفی عینہ الم توفی ۳۲۰ھ لکھتے ہیں

”حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں جب کسی کے ہاں رات کے وقت بچہ پیدا ہوتا تو اسے ایک برتن کے نیچے رکھ دیتے اور صبح تک اس کی طرف دیکھتے نہیں تھے، تو جب رسول اللہ ﷺ کی ولادت ہوئی تو انہیں (بھی) ایک بڑی ہانڈی کے نیچے انہوں نے رکھ دیا، پھر جب صبح کے وقت وہ ہانڈی کے پاس آئے تو اچانک (کیا دیکھتے ہیں کہ) وہ دھصول میں ٹوٹی پڑی ہے، اور حضور ﷺ کی آنکھیں آسمان کی طرف (اٹھی ہوئی ہیں) اس پر وہ متعجب ہوئے اور حضور ﷺ کی والدہ (آمنہ) نے کہا کہ ان (حضور ﷺ) پر برتن رکھا گیا تو میں نے اس برتن کو ان پر ٹوٹا ہوا پایا اور (میں نے دیکھا کہ) وہ اپنے انگوٹھے کو

چوں رہے تھے اور اس سے دودھ بہر رہا تھا۔ ”السریۃ الاحلیۃ فی سیرۃ الائمۃ منون انسان الحیوں عربی
نچ اص ۹۰ طبع پیروت)

حضور ﷺ کی ولادت پران کی والدہ کو بشارت

العلامة الادیب الشاعر ابوالمحاسن یوسف بن اسماعیل الشیخانی الشافعی جعیبۃ الم توفی ۴۳۴ھ لکھتے ہیں
”خطیب بغدادی راوی ہے جناب آمنہ نے فرمایا کہ جب آپ کی ولادت ہوئی، میں نے ایک بڑا سا بادل دیکھا، جس کی چمک میں، میں نے گھوڑوں کا ہنہنا، پردوں کی سرسری اور انسانوں کی گفتگو سنی، پھر میں نے ایک شخص کو منادی کرتے سنا، کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تمام دنیا میں لے کر پھراو، اور جنوں اور انسانوں کے ہر مقدس فرد اور فرشتوں، پرندوں اور حشی جانوروں سے روشناس کراؤ، اور آپ کو (حضرت) آدم ﷺ کا خلق، (حضرت) نوح ﷺ کی شجاعت، حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی دوستی، حضرت اسماعیل (علیہ السلام) کی زبان، حضرت اسحاق (علیہ السلام) کی رضا، حضرت صالح (علیہ السلام) کی فصاحت، حضرت لوط (علیہ السلام) کی حکمت، حضرت یعقوب (علیہ السلام) کی بشارت، حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی سخت گیری، حضرت ایوب (علیہ السلام) کا صبر، حضرت یونس (علیہ السلام) کی طاعت، حضرت یوشع (علیہ السلام) کا جہاد، حضرت داؤد (علیہ السلام) کی صیانت، حضرت دانیال (علیہ السلام) کی محبت، حضرت الیاس (علیہ السلام) کی وفاء، حضرت یحییٰ (علیہ السلام) کی پرہیزگاری اور حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کا زہد عطا کردو، اور انبياء (علیہم السلام) کے اخلاق سے سجادو (صلی اللہ علیہ وسلم)۔“ (الانوار الحمدیہ ص ۳۲ اردو تخلیص المواہب اللدنیۃ عربی تصنیف علامہ شیخ احمد شہاب الدین القسطلانی جعیبۃ الم توفی مترجم جناب پروفیسر غلام ربانی عزیزاً میں اے طبع لاہور)

حضور ﷺ کے بچپن کی چند کیفیات

الامام الحافظ المؤرخ الحمدث ابی الفداء عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی المشقی الشافعی جعیبۃ الم توفی ۴۳۴ھ لکھتے ہیں

”جب عبدالمطلب فوت ہوا، تو ابوطالب نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے قبضہ میں لے لیا پھر آپ ﷺ کے ساتھ رہتے تھے، ابوطالب کے پاس مال نہیں تھا لیکن وہ حضور ﷺ سے اتنی شدید محبت رکھتا تھا کہ اتنی وہ اپنی اولاد سے بھی محبت نہیں رکھتا تھا، وہ آپ ﷺ کے پہلو میں سوتا اور باہر رکھتا تو حضور ﷺ بھی اس کے

ساتھ باہر نکلتے تھے، ابوطالب آپ ﷺ پر ایسا فریفہ تھا کہ اس جیسا عشق کسی چیز کیسا تھا کبھی نہیں کیا گیا، وہ آپ ﷺ کو کھانے کیلئے خاص کرتا تھا، جب ابوطالب کے اہل و عیال اکٹھے یا علیحدہ کھانا کھاتے تو وہ سیراب نہ ہوتے اور جب ان کی ساتھ رسول اللہ ﷺ کھاتے تو وہ سیراب ہو جاتے تھے، جب ابو طالب اپنے بچوں کو صحیح کا ناشتہ کھلانے کا ارادہ کرتا تو کہتا کہ تم اسی طرح بیٹھے رہو یہاں تک کہ میرا بیٹا آجائے، جب رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے اور ان کے ساتھ کھاتے تو ان کا کھانا بھی جاتا تھا اور اگر آپ ﷺ ان کے ساتھ نہ ہوتے تو وہ سیراب ہی نہ ہوتے، تو ابو طالب کہتا ہے شک البة تو مبارک ہے، پچھے جب صحیح اٹھتے تو ان کی آنکھوں میں گدیں اور چند ہیائی ہوتی ہوتیں، بال پر انگدہ اور غبار آلو دھوتے لیکن رسول اللہ ﷺ صحیح اٹھتے تو تیل لگے ہوئے صاف سترے اور سرگیں آنکھوں والے ہوتے، ابو طالب صحیح کے آغاز میں بچوں کو ان کا پیالہ پیش کرتا، جب وہ بیٹھتے تو لوٹ گھسوٹ کرنے لگتے لیکن رسول اللہ ﷺ اپنا ہاتھ روک کر رکھتے اور ان کے ساتھ چھینا جھپٹی نہ کرتے تھے، جب ان کے چچا نے یہ دیکھا تو آپ ﷺ کا کھانا آپ ﷺ کیلئے علیحدہ کر دیا۔“

(السیرۃ النبویۃ لابن کثیر عربی ج ۱ ص ۲۳۳ طبع یروت لبنان)

حضور ﷺ کے اسماء مبارکہ کتب سماویہ میں
العلام الشیخ یوسف بن اسماعیل الشنحانی عَلَیْہِ الْمَوْتُی ۱۹۳۵ء قطر اڑیں

”تہذیب میں ہے کہ (حضور ﷺ) کا نام اللہ بزرگ و برتر نے قرآن میں رکھا ہے، رسول، عبیا، امیا، شاہد، مبشر، نذریا، داعیا الی اللہ باذنه و سراج منیراً، و رَوْفًا حَیَّا وَ مَذَکَرًا، اور بنیا اسے رحمۃ و نعمۃ، و هادیاً ﷺ، راوی کہتا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میرا نام قرآن میں محمد اور انجیل میں احمد اور تورات میں احیدہ ہے، اور میرا نام احیدا س لئے رکھا گیا ہے کہ میں اپنی امت کو جہنم کی آگ سے علیحدہ کروں گا، اور ابن عباس کر سے نقل کرتے ہوئے (ناموں میں) یہ اضافہ بھی ہے، الفاتح، وطہ، و میں، و عبد اللہ و خاتم الانبیاء۔“ (وسائل الوصول الی شمال الرسول عربی ص ۳۳ طبع یروت لبنان)

حضور ﷺ کے ایک بڑے دشمن کی گواہی

امام ابو الفضل عیاض بن موسی الجعفی عَلَیْہِ الْمَوْتُی ۱۴۵۵ھ کہتے ہیں

”اُخْسَ بن شَرِّيْقَ بْرَوَالَى دَنْ ابُو جَهْلَ مَنْ مَلَأَ ارْأَسَ سَوْلَى پُوچَاهَ ابُو الْحَمْمَ (یہ ابُو جَهْلَ کی کنیت ہے) اس جگہ میرے اور تیرے علاوہ کوئی نہیں ہے جو ہمارا کلام سن سکتا ہے، تو مجھے محمدؐ کے بارے میں بتا کہ وہ سچا ہے یا جھوٹا ہے؟ تو ابُو جَهْلَ نے کہا اللہؐ کی قسم محمدؐ سچا ہے اور محمدؐ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔“ (الشفاء بعریف حقوق المصطفیٰ عربی ج اص ۳۷ اطیع پیروت)

حضور ﷺ کے منہ کے لقمه کی برکت

الامام الحافظ جلال الدین عبد الرحمن بن بکر اسیوطی عینہ المتنوفی ۱۹۱ھ قطر از ہیں

”طبرانی نے ابو امامہ بن شیعہ سے نقل کیا ہے کہ ایک بَذِيَّةٌ یعنی بذریان عورت نبی اکرم ﷺ کے پاس آئی، اس وقت آپ فَدِيْدٌ یعنی گوشت کے خشک کئے ہوئے چھوٹے ٹکرے تناول فرم رہے تھے، اس عورت نے کہا آپ مجھے نہیں کھلانیں گے؟ آپ ﷺ کے سامنے جو کچھ موجود تھا وہ آپ ﷺ اسے دے دیا، اس نے کہا (یہ) نہیں (چاہیے) مگر وہ جو آپ کے منہ میں ہے (وہ چاہیے) آپ ﷺ نے (اپنے منہ سے وہ لقمه) نکال کر اسے دے دیا، اس نے وہ (لقمه) اپنے منہ میں ڈالا اور کھا گئی (تو اس کی برکت کی تاثیر سے) اس عورت میں جوبَدَاءُ یعنی فرش گوئی اور ذرَابَهُ یعنی زبان کی تیزی کا معاملہ پایا جاتا تھا، اس واقعہ کے بعد اس سے معلوم نہیں ہو سکا (یعنی اس کے بعد کبھی اس کے منہ سے بیہودگی سر زدنہیں ہوئی)۔“

(الخصائص الکبریٰ او کفایۃ الطالب للیب فی خصائص الحبیب عربی ج اص ۱۵۲ اطیع مصر)

اللہ اور رسول کے پڑوسی

الامام العلامہ الحافظ ابن الطیب تقی الدین محمد بن احمد الفاسی المکی الماکی عینہ المتنوفی ۸۳۲ھ لکھتے ہیں

”ہمارے سردار رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ بقیع الغرقہ (یعنی مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع) والوں کیلئے کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کیلئے جنت ہے، حضور ﷺ نے کہا اے رب معللة (یعنی مکہ مکرمہ کے قبرستان) والوں کیلئے کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد تو نے مجھ سے اپنے ہمسائے کے متعلق سوال کیا ہے، مجھ سے میرے ہمسائے کے متعلق سوال نہ کر۔“

(شفاء الغرام با خبار البلد الحرام عربی ج اص ۸۵ طبع مکتبۃ المکرمۃ)

حضور ﷺ کا جنازہ کیسے پڑھا گیا

العلامة الشیخ ابراہیم بن محمد البجوری عَلَیْہَا السَّلَامُ عَلَیْہِ الرَّحْمَنُ وَعَلَیْہِ الرَّحْمَةُ ۖ ابھر قطر از ہیں

”حاکم عَلَیْہَا اور بزار عَلَیْہَا نے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے (ایک موقع پر) اپنے اہل کو بیت عائشہ عَلَیْہَا میں جمع کیا تو انہوں نے پوچھا آپ کا جنازہ کون پڑھائے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا جب تم مجھے غسل دے دو اور کفن پہنداو تو مجھے ایک چار پائی پر رکھ (لیٹا) دینا پھر تم تھوڑی دیر کیلئے مجھ (یعنی میرے کرے سے) باہر نکل جانا، پس بے شک پہلے جو مجھ پر جنازہ پڑھیں گے وہ جرا یہیں عَلَیْہَا ہوں گے پھر میکا یہیں عَلَیْہَا پھر اسرافیل عَلَیْہَا پھر ملک الموت (عزائم عَلَیْہَا) اپنے لشکر کے ساتھ، پھر تم مجھ پر فوج درفعہ داخل ہونا اور مجھ پر صلوٰۃ وسلام پڑھنا، منجلہ جن فرشتوں نے آپ ﷺ کا جنازہ پڑھا وہ ساٹھ ہزار تھے اور ان کے علاوہ (لوگ) تیس ہزار تھے اور انہوں نے آپ ﷺ پر نماز جنازہ اکیلے اکیلے پڑھی تھی۔“

(المواهب اللدنیہ علی الشماکل الحمدیہ عربی ص ۱۹۸ طبع مصر)

حاصل مرطاب

[جس میں ملاحظہ فرمائیں باحوالہ]

نصیحت آموزباتیں، معلوماتی واقعات، عقائد و افکار،

اکابر و اسلاف کا تذکرہ اور علمی لاطائف وغیرہ

لزفلم

مولانا محمد فیاض خان سواتی

مہتمم جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

فائز

ادارہ نشر و اشاعت جامعہ نصرۃ العلوم فاروق گنج گوجرانوالہ

پاکستان میں نفاذِ شریعت کیوں ضروری ہے؟

[۲۵ نومبر کو الشریعہ اکادمی گوجرانوالہ کی پندرہ روزہ فکری نشست سے خطاب]

بعد الحمد والصلوٰۃ! ہماری آج کی گفتگو کا عنوان ”پاکستان میں نفاذِ شریعت کی جدوجہد“ ہے، میں اس کے عمومی تناظر پر مختصرًا کچھ عرض کرنا چاہوں گا۔

پہلی بات یہ ہے کہ باقی تمام پہلوؤں سے قطع نظر ہم بحیثیت مسلمان اس بات کے پابند ہیں کہ ہمارے معاشرے میں قرآن و سنت کے احکام و قوانین کا عملی نفاذ ہو، اس لیے کہ قرآن و سنت کے احکام و قوانین پر عمل ہر مسلمان کا فریضہ اور ذمہ داری ہے، کیونکہ اسلام میں صرف شخصی احکام نہیں ہیں بلکہ خاندانی زندگی، عمومی معاشرت اور بین الاقوامی تعلقات و معاملات کے بارے میں بھی راہنمائی کی گئی ہے اور احکام دیے گئے ہیں جن پر صحیح طور پر عمل اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب ملک میں شریعت اسلامیہ کا نظام نافذ ہو اور دستور و قانون کے ذریعہ احکام شریعہ کے نفاذ کا اہتمام کیا جائے، اس لئے ملک میں شریعت کے احکام و قوانین کی عملداری بحیثیت مسلمان ہمارا فریضہ ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ پاکستان کا قیام اسلامی نظام کے نفاذ کیلئے عمل میں لا یا گیا تھا، قائد اعظم محمد علی جناح مرحوم سمیت تحریک پاکستان کے کم و بیش سبھی قائدین نے اعلان کیا تھا کہ اسلام کے نام پر یہ نیا ملک اس لئے قائم کیا جا رہا ہے تاکہ قرآن و سنت کے احکام کو نافذ کیا جائے اور ایک فلاجی اسلامی ریاست اور معاشرت وجود میں لا یا جائے، قیام پاکستان کے اس مقصد کو آج جس قدر بھی مشکوک بنانے کی کوشش کی جائے مگر تاریخ کے ریکارڈ سے وہ اعلانات اور وعدے کسی صورت میں نہیں کھر پے جاسکتے جن میں اسلامی تہذیب کی بنیاد پر مسلمان معاشرے اور سوسائٹی کے قیام کو پاکستان کا نظریہ اور مقصد قرار دیا گیا تھا۔

تیسرا بات یہ ہے کہ اس خطہ میں جب برطانوی استعمار نے تسلط قائم کیا، ایک سوال ایسٹ انڈیا کی صورت میں، اور اس کے بعد نوے برس تاج برطانیہ کی حکمرانی کے طور پر برطانیہ نے یہاں حکومت کی، تو ان سے پہلے مغل بادشاہت کے دور میں شرعی قوانین مسلسل نافذ چلے آ رہے تھے، برطانوی حکمرانوں نے ”فتاویٰ عالمگیری“، کو منسوخ کر کے اس کی جگہ انگریزی قوانین اور نظام کا نفاذ کیا تھا، اس لئے برطانوی حکومت کے خاتمہ کے بعد مسلم حکومت کی بحالی کی صورت میں فطری طور پر یہ تقاضہ تھا کہ انہی شرعی احکام و قوانین کو ملک کا نظام بنایا جائے جن کو جبراً منسوخ کر کے فرنگی عدالتی نظام نے یہاں قدم بجائے تھے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ برطانوی استعمار کے خلاف جنگ لڑنے والے مجاهدین آزادی نے تقریباً دوسو سالہ دور غلامی میں مزاحمت کے ذریعہ جب بھی کسی خطہ زمین پر کنشروں حاصل کیا تو ہاں شرعی احکام نافذ کیے، شہداۓ بالا کوٹ، مجاهدین شاہی، بنگال کی فرانسیسی تحریک، اور شمال مغربی سرحد میں حاجی صاحب ترنگ زئیؑ اور فقیر اپیؑ سمیت مجاهدین کے جس گروہ کو جب بھی کسی علاقے پر کنشروں ملا انہوں نے شرعی نظام نافذ کیا اس طرح انگریزوں کے خلاف مزاحمت کی جدو جہد کا مقصد صرف آزادی حاصل کرنا نہیں بلکہ شرعی نظام نافذ کیا اس طرح انگریزوں کے آزادی کی جدو جہد کا مقصد صرف آزادی کی جدو جہد اور جنگ آزادی کا ہدف طے کر دیا گیا کہ آزادی کی جدو جہد کا مقصد صرف آزادی حاصل کرنا نہیں بلکہ شرعی نظام کو نافذ کرنا بھی ہے، یہاں ایک بات یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؓ کے جس تاریخی فتوے پر برصغیر میں جہاد آزادی اور تحریک مزاحمت کا آغاز ہوا تھا، اس فتویٰ میں متعدد ہندوستان کو دارالحرب قرار دینے اور جہاد کے فرض ہونے کی ایک بڑی وجہ یہ ذکر کی گئی ہے کہ یہاں فرنگی اور نصاریٰ کاغلبہ ہو گیا ہے اور اسلام کے احکام و قوانین منسوخ ہو گئے ہیں، گویا اس فتویٰ کی رو سے بھی تحریک آزادی صرف آزادی کے حصول کیلئے نہیں بلکہ شرعی نظام کے نفاذ کیلئے تھی، اس لئے جب تک اس خطہ میں شرعی نظام نافذ نہیں ہو جاتا، نہ صرف یہ کہ تحریک آزادی مکمل نہیں ہو گی بلکہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؓ کا تاریخی فتویٰ بھی ادھورا رہے گا۔

پانچویں بات یہ ہے کہ قیام پاکستان کے بعد اس کی پہلی منتخب دستور ساز اسمبلی نے ”قرارداد مقاصد“ منظور کر کے ہمیشہ کیلئے طے کر دیا تھا کہ پاکستان میں اللہ تعالیٰ حاکیت اعلیٰ ہو گی اور عوام کی منتخب حکومت

قرآن و سنت کے احکام و قوانین کو نافذ کرنے کی پابند ہو گی، پھر ۱۹۷۳ء کے دستور میں پوری صراحت کے ساتھ قوم کے منتخب نمائندوں نے طے کیا تھا کہ پاکستان میں عوام کی حکمیت اور پارلیمنٹ کی خود مختاری والا نظام نہیں ہو گا بلکہ اللہ تعالیٰ کی حکمیت اعلیٰ اور قرآن و سنت کی پابند پارلیمنٹ کا نظام رائج ہو گا، یہ قرارداد مقاصد اور اسلامی دفعات آج بھی دستور کا حصہ ہیں مگر ان عمل درآمد میں مسلسل ٹال مثول بلکہ منافقت سے کام لیا جا رہا ہے، اور اسی منافقت کے باعث ملک میں شرعی قوانین کا نفاذ ابھی تک عمل نہیں آسکا۔

چھٹی بات یہ ہے کہ پاکستان کے ساتھ الحاق کرنے والی بہت سی ریاستوں میں داخلی طور پر شرعی عدالتوں کا نظام اور اسلامی احکام و قوانین کا نفاذ موجود رہا ہے، قلات، خیر پور، سندھ، بہاولپور، سوات اور دریوں غیرہ کی ریاستوں میں پاکستان کے ساتھ الحاق سے پہلے قضا کا شرعی نظام موجود تھا جس کے تحت لوگوں کے تنازعات شرعی قوانین کے مطابق طے کئے جاتے تھے، پاکستان کے ساتھ الحاق کے بعد یہ سلسلہ ختم ہو گیا، اس لئے ان علاقوں کے عوام زیادہ پر جوش ہیں کہ ان کے ہاں جو شرعی قوانین موجود تھے انہیں کیوں ختم کیا گیا؟۔

ساتویں بات یہ ہے کہ پاکستان کی عوام کی اکثریت اسلامی نظام کا نفاذ چاہتی ہے جس کا اظہار و قاؤنٹا عام انتخابات کے ذریعہ ہوتا رہتا ہے، چنانچہ قرارداد مقاصد، دستور کی اسلامی دفعات اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے فیصلہ سمیت اس ملک میں نفاذ اسلام کیلئے جتنے اقدامات ہوئے ہیں وہ منتخب اسمبلیوں کے ذریعہ ہوئے ہیں اور عوام کے منتخب نمائندہ نے ان کی منظوری اور توییش کی ہے۔

اس کی تازہ ترین مثال یہ ہے کہ ابھی چند ہفتے قبل اسٹیٹ بینک آف پاکستان نے ایک بین الاقوامی ادارے کے تعاون سے سودی نظام کے حوالہ سے جو سروے کرایا ہے اس کی روپورٹ کے مطابق ملک کے پچانوے فیصد عوام سودی نظام کا خاتمہ چاہتے ہیں، اور اس سے قبل بھی متعدد سروے رپورٹوں میں بتایا جاتا رہا ہے کہ پاکستانی قوم اسلامی نظام کے نفاذ اور اسلامی اقدار و روایات کے تحفظ کے حق میں ہے، مگر بد قسمتی سے ہم پر ایسے حکمران مسلط چلے آ رہے ہیں جو عوام کی اکثریت کی اس خواہش اور مطالبہ کو پورا کرنے کی بجائے عالمی استعمار کی سازشوں کے شکنجه میں جکڑے ہوئے ہیں اور اس کے ایجاد کے تکمیل میں مصروف ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں اس دلدل سے نجات دا کر نفاذِ شریعت کی منزل کی طرف گامزن فرمادیں، آمین یا رب العالمین۔

حضرت محمد ﷺ کے پینے کا انداز

ہم اگر رب کائنات کا شکر ادا کرنا چاہیں تو نہیں ادا کر سکتے، بے شک اس کیلئے ہم ساری زندگی عبادات اور نیک اعمال کرنے میں گزار دیں، لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر بجالانا بہت مشکل ہے، اس نے انسانی زندگی پر بہت سے احسانات کیے ہیں اور طرح طرح کی نعمتیں عطا کی ہیں جن کا احاطہ کرنا انسان کے بس میں نہیں، خود زندگی بھی اس کی بہت بڑی نعمت ہے، جہاں اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتیں عطا کی ہیں وہاں اس کی سب سے بڑی نعمت اور سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے اپنے پیارے محبوب کو رحمت للعالمین بنا کر اس کائنات میں مبعوث فرمایا، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے **وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً** للعالمین اور نہیں بھیجا ہم نے آپ ﷺ کو مگر تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے جناب نبی کریم ﷺ کی ہر ادا اور ہر طرح کے طرز زندگی کو محفوظ فرمایا تا کہ قیامت تک آنے والے انسان ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کر سکیں، جناب نبی کریم ﷺ کی سیرت کا موضوع تو بہت طویل اور تفصیل کا محتاج ہے مگر مختصرًا جناب نبی کریم ﷺ کے پینے کے انداز کا ذکر کرنا ہے۔

مشروبات میں عادتِ طیبہ

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ پانی پینے میں تین مرتبہ سانس لیا کرتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ اس طرح پینا زیادہ خوشگوار ہے اور خوب سیر کرنے والا ہے (اور حصول شفا کیلئے اچھا ہے) (شماں ترمذی)

دوسری حدیث مبارکہ میں صراحت کے ساتھ وارد ہے کہ جب تم میں سے کوئی پانی پیے تو پیا لے میں سانس نہ لے بلکہ پیا لے سے منہ ہٹا لے۔ (زاد المعاد، شماں ترمذی)

جناب نبی کریم ﷺ کو سردار شیریں پانی زیادہ محبوب تھا، کھانے کے بعد پانی پینا حضور اکرم ﷺ کی سنت نہیں ہے، خصوصاً اگر پانی گرم ہو یا زیادہ سرد ہو کیونکہ دونوں صورتیں بہت زیادہ نقصان دہ ہوتی ہیں۔ (زاد المعاد)

احادیث میں ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پانی چوس کر پیو اور غٹ غٹ (ایک دم) نہ پیو۔ (مدارج النبوة)

جناب نبی کریم ﷺ بلاشبہ آب شیریں و سرد کو پسند فرماتے تھے، آپ ﷺ کیلئے دور سے ایسا پانی لا جاتا تھا، جناب نبی کریم ﷺ نے پانی میں شہد ملا کر نوش فرمایا اور علی اصح نوش فرماتے اور جب اس پر کچھ وقت گز رجاتا اور بھوک معلوم ہوتی تو جو کچھ کھانے کی قسم کا موجود ہوتا تناول فرماتے۔ (خاصائیں نبوی، مدارج النبوة)

جناب نبی کریم ﷺ دودھ کو پسند فرماتے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا جب دودھ عطا ہو تو یہ دعا پڑھنی چاہیے اللہُمَّ بارِكْ لَنَا فِيهِ وَزِدْنَا مِنْهُ (شامل ترمذی) اے اللہ تو ہمیں اس میں برکت دے اور ہم کو اس سے اور زیادہ نصیب فرم۔

جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو کھانے اور پینے دونوں کے کام آئے بجز دودھ کے، آپ ﷺ بھی خالص دودھ نوش فرماتے اور کبھی سرد پانی ملا کر یعنی لسی۔ (مدارج النبوة)

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کو پینے کی سب چیزوں میں میٹھی اور ٹھنڈی چیز مرغوب تھی، سقیا جو کہ مدینہ منورہ سے کئی میل پر ہے وہاں سے میٹھا پانی حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں لا جاتا تھا۔ (شامل ترمذی)

اللہ پاک کے حضور دعا ہے کہ وہ ہم سب کو جناب نبی کریم ﷺ کی سیرت پر عمل کرنے والا بنادے۔
دعا فرمائیں اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو دین حق کی صحیح سمجھ عطا فرمائے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق
عطافرمائے اور ہم سب کا خاتمه ایمان پر فرمائے، واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔



منتخبات

نظامِ تعلیم میں تبدیلی کی ضرورت اور علماء کی سرد مہربی

مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبد الحمید خان سواتی عَزَّلَهُ التَّوْفِیُّ ۖ ۱۳۲۹ھ قدر از ہیں

”اک معتمد بہ مسافت طے کرنے کے بعد اس امر کا شدید احساس شروع ہونے لگا، کہ نظامِ تعلیم کا یہ مروجہ سلسلہ جس کے ہم لوگ عرصہ دراز سے چوگر چلے آ رہے ہیں، اس میں بڑی حد تک خوبیوں کے ساتھ کچھ خامیاں بھی پائی جاتی ہیں، جن کا دور کرنا ہمارا فرض ہے، دنیا کا کارروائ جس برق رفتاری سے رواں ہے اور جس انداز سے وہ اپنی مسافت طے کرتا ہوا چلا جا رہا ہے، اس کے ساتھ چلنے کے لئے بہت سے سامان کی ضرورت ہے، جس کو نظر انداز کر کے ارتقا کی منزلیں عبور کرنا دشوار امر ہے، بلکہ زندگی کے ہر قدم پر کا وٹ پیدا ہو جاتی ہے، علمائے کرام اور محققین نے سابقہ ادوار میں مختلف تعلیمی پروگرام وضع کئے اور ان کے مطابق یہم سعی بھی کرتے رہے، بعض تو اغراض سوء کا شکار ہو کر رہ گئے اور بعض نہایت ہی خلوص و ایثار کی بنابری و دینی خدمات انجام دیتے رہے لیکن موجودہ زمانہ میں وسیع پیمانہ پر کوئی صحیح اور قابل اعتبار علمی اور تبلیغی فضاعموی طور پر قائم نہیں، اور یہ امنہایت قبل افسوس ہے، اس میں جس طرح زمانہ اور حالات کے تغیر و انقلاب کو دخل ہے اس طرح اغراض پرست اور کوتاہ اندازیں حضرات کی خود غرضیوں کو بھی بڑی حد تک دخل ہے“

”..... موجودہ زمانہ میں بہت سے مسلمان (علماء کرام) جب یہ دیکھتے ہیں کہ ہمارے زمانہ کے مشکل مسائل اور اچھنوں کا حل تفصیلی طور پر گزشتہ بزرگوں کے ذخیرہ کتب میں موجود نہیں، تو ایک گروہ سرے سے ان اسلاف کرام کی خدمات سے انکار کرنے لگ جاتا ہے، بلکہ ان کی تو ہیں تحقیق میں سرگرم ہو جاتا ہے اور دوسرا گروہ اپنی آنکھیں بند کر کے موجودہ زمانوں کی پیدا کی ہوئی مشکلات کو ہی نگاہ میں نہیں لاتا، اور صرف لکیر کا فقیر بنتا جانتا ہے، یہ سرد مہربی بھی افسوسناک ہے اور وہ تعددی اور تجاوز بھی قابل ملامت، حیرت ہے

کہ آج کے مشین دور کی مشکلات کا حل مکمل طور پر گزشتہ صدیوں کے سادہ اور غیر پچیدہ حالات میں تلاش کیا جائے، کس قدر تجھب خیز ہے!” (مقالات سواتی ص ۳۱۶، ۳۲۲، ۳۲۳)

جہادِ نفس اور جہادِ شیطان

شیخ الاسلام حافظ ابن قیم الجوزی عَلیْہِ التَّوْفِیُّ اۤھۥھ قطراز ہیں

”جہادِ نفس کے چار درجے ہیں، [۱] نفس کو ہدایت و حق کی جستجو پر مجبور کرنا کہ جس کے بغیر نہ دین کی سعادت ممکن ہے نہ دنیا کی، [۲] پھر علم کے بعد عمل کیلئے نفس پر جبر کرنا، [۳] علم و عمل کے بعد تعلیم و دعوت حق میں معروف ہونا ورنہ صاحب حق اُن بد بختوں میں گنا جائیگا جو اللہ کی اتاری ہوئی ہدایت کو چھپاتے ہیں، [۴] چوتھا اور آخری درجہ یہ ہے کہ دعوت کی راہ میں جو مصائب و آلام پیش آئیں انہیں صبر و شکر کے ساتھ برداشت کرنے کیلئے نفس کو آمادہ کرنا، جس خوش نصیب نے جہادِ نفس کے یہ چاروں مرحلے کا میابی سے طے کر لئے ”ربانی“ ہو گیا!

جہادِ شیطان کے دو درجے ہیں، [۱] شیطان ایمان کے اندر شکوک و شبہات پیدا کیا کرتا ہے، اس معركہ میں اس سے دست و گریبان ہونا یہ پہلا درجہ ہے، [۲] دوسرا درجہ یہ ہے کہ شیطان کی طرف سے جن فاسد ارادوں اور شہتوں کی تلقین ہوتی ہے اُن کے رد کرنے میں جد و جہد کرنا، پہلے درجے میں کامیابی ”یقین“ پیدا کرتی ہے اور دوسرا درجہ میں کامرانی اپنے ساتھ ”صبر“ لاتی ہے، وَجَعَلَنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةٌ يَهُدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا وَكَانُوا بِاِيَّاتِنَا يُوقِنُونَ اور بنادیئے ہم نے اُن میں سے امام جو را چلاتے ہمارے حکم سے، کیونکہ انہوں نے صبر و استقامت و کھانی اور یقین کرتے رہے ہماری نشانیوں پر۔

اس سے واضح ہو گیا کہ دین کی امامت و قیادت صرف ”صبر“ اور ”یقین“ کے ذریعہ حاصل ہو سکتی، صبر، شبہات و ارادات فاسدہ کو دفع کرتا ہے اور یقین، شکوک و شبہات سے قلب کو پاک کرتا ہے۔“ (اسوہ حسنہ ترجمہ هدیٰ الرسول عَلیْہِ الْبَرَکَاتُ اختصار زاد المعاذ فی هدیٰ خیر العباد ص ۱۶۹، ۱۷۰ طبع لاہور)

پیر مرید کے گھر سے نہ کھائے

حضرت شیخ عبدال قادر جیلانی عَلیْہِ التَّوْفِیُّ اۤھۥھ قطراز ہیں

”طَعَامُ الشَّيْخِ مُبَاحٌ لِّلْمُرِيدِ وَطَعَامُ الْمُرِيدِ حَرَامٌ فِي حَقِّ الشَّيْخِ“ (غذیۃ الطالبین)

”مرید کیلئے پیر و مرشد کے ہاں کھانا مباح ہے، لیکن پیر و مرشد کیلئے مرید کے ہاں کا کھانا ناجائز اور حرام ہے مسلمان بھائیو! غور کرو، کیا شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد پر آپ کے پیر و مرشد عمل کر رہے ہیں؟ جن پیروں اور مرشدوں نے پیری مریدی کو پیشہ بنارکھا ہے، ان کی گزرا وفات مریدوں کے مال پر نہیں ہے؟ شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تو فرمائیں کہ پیر کو مرید کے گھر سے کھانا حرام (سخت منع) ہے اور پیر حضرات کی گزراں ہی مریدوں کے کھانے پر ہے، افسوس حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم کو کس قدر دبارکھا ہے،

گو بڑی لذت تری ہنگامہ آرائی میں ہے
اجنبیت سی مگر تیری شناسائی میں ہے“

(ارشادات حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ص ۶۵ طبع گورانوالہ)

فلم بینی کے مضرات

علامہ ابوالخیر اسدی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۴۲۲ھ قطراز ہیں

”..... فاشی کی ترویج، شرم و حیا کی تخریب اور قلب و نظر کی بر بادی میں جتنا ”فلم بینی“ کو دخل ہے اتنے قبایح اور مضرات آپ کو کسی دوسری فاشی میں ہرگز نہیں ملیں گے، کیونکہ دوسری فاشیوں میں جتنے فتنے کا رگر نظر آتے ہیں ان میں ایک انفرادیت پائی جاتی ہے، لیکن فلم میں فاشی کے تمام اصول و فروع بالاستیعاب پائے جاتے ہیں، جیسے عشقیہ گانے، فخش غزلیں، رومانی ڈرائے، سوز و گداز پیدا کرنے والے ترنم، آلات طرب کی ولوہ انگیز ڈھنیں، عیار حسن کے کھلے ہوئے چہرے، اعضاء شہوانیہ کی عریانی، جذبات ابھارنے والے زرق برق لباس، نو خیز شباب، حیا سوز مسas، محصور کن رقص، غیر مخارم کا بے با کانہ اخلاق، یہ سب مسموم مناظر جب فلم کے سطح پر جمع ہو جاتے ہیں تو ادھر دیکھنے والوں کی بھوکی نگاہوں اور جذبات شہوانیہ کو ایک آگ لگ جاتی ہے جس سے عفت و حیاء کی دنیا بالکل بر باد ہو جاتی ہے۔

اس بر بادی کے نتائج آئے دن روزانہ اخباروں میں آپ پڑھتے رہتے ہیں، بعض نوجوان ایکٹر بننے کی دھن میں اپنی تعلیم چھوڑ دیتے ہیں، بعض اڑکیاں خاندانی غیرت اور اسلامی عفت و حیاء کو بالائے طاق رکھ کر گھروں سے فرار ہو جاتی ہیں، فلمی ایکٹرسوں کے دل پھینک عشاقد بعض دفعہ اپنا کار و بار بھی چھوڑ دیتے ہیں، بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ فلمی نشوں میں مست ہو کر اپنی جائیداد کو ختم کر

کے عیار ان زندگی بس رکر لیتے ہیں، بعض نامرا دروں کو جنہیں فلمی دنیا میں باریابی حاصل نہیں ہوتی خود کشی کر لیتے ہیں، بعض اڑکے فلم کے شوق میں گھروں سے چوری کرتے ہیں جب بڑے ہوتے ہیں تو بڑے بڑے ڈاکوبن جاتے ہیں، فلم بنی حلال جذبات کو بالکل مجروح کر دیتی ہے، اکثر نوجوان اپنی بیویوں سے تنفر ہو جاتے ہیں اور عورتیں اپنے خاوندوں کو بھیا نک نگاہوں سے دیکھنے لگ جاتی ہیں، جس کے تیجے میں ان کی ازدواجی زندگی بالکل معطل ہو جاتی ہے یا طلاق تک نوبت پہنچ جاتی ہے یا دونوں کے جذبات زنا کی طرف جھک پڑتے ہیں، عورت اپنے تصور میں ایک نیا رومانی رفیق ڈھونڈنا چاہتی ہے اور مرد کسی محبوبہ کے پیچھے سو دائی بن جاتا ہے، (رقص و سرود ۲۵، ۲۶ طبع ملتان)
خطرناک غلطیاں

حضرت مولانا رحمت اللہ سبحانی لودیانوی عَلَیْہِ الرَّحْمَةُ قمطراز ہیں

- ☆ اس خیال میں مست رہنا کہ میں ہمیشہ تدرست، خوبصورت اور تو گنگر ہی رہوں گا۔
- ☆ اس نیت سے عیب کرنا کہ صرف دو چار مرتبہ کر کے چھوڑ دوں گا۔
- ☆ اپناراز کسی دوسرے کو بتا کر اس کے پوشیدہ رکھنے کی درخواست کرنا۔
- ☆ ہر ایک انسان کے متعلق ظاہری صورت دیکھ کر رائے قائم کرنا۔
- ☆ کسی کام کو ادھورا چھوڑ کر دوسرے وقت پر مکمل کرنے کی امید رکھنا۔
- ☆ اپنی آمدنی سے زیادہ خرچ کرنا اور کسی خدا کی عطا یہ کامیڈی وار رہنا۔
- ☆ اپنے ماں باپ کی خدمت نہ کرنا اور اولاد سے اس کی توقع رکھنا۔
- ☆ جو کام اپنے سے نہ ہو سکے اسے سب کے لیے ناممکن خیال کرنا۔
- ☆ لوگوں کی تکلیف میں حصہ نہ لینا اور پھر ان سے ہمدردی کی امید رکھنا۔
- ☆ ہر ایک سے بدی کرنا اور خود آرام میں رہنے کی توقع رکھنا۔
- ☆ بغیر کافی ذریعہ اطمینان کے محض کسی کی قسم پر اعتبار کر لینا۔
- ☆ بیکاری میں آئندہ کیلئے خیالی پلاو پکانا اور خوش رہنا۔
- ☆ تمام انسانوں کو اپنے خیال پر لگانے کی کوشش کرنا۔

- ☆ اپنے آپ کو سب سے زیادہ عقلمند اور لائق آدمی تصور کرنا۔
- ☆ تمام نوجوانوں کو تجربہ کا رخیال کرنا۔
- ☆ آزمائے ہوئے کو دوبارہ آزمانا اور ہر ایک شیریں زبان کو دوست سمجھ لینا۔
- ☆ دوسروں کی موت کو دیکھتے ہوئے اپنے آپ کو اس سے بُری سمجھنا۔
- ☆ بُرا کام کرتے وقت، بُرا کلام کہتے وقت ہر دیوار کو کان اور ہر دروازے کے آنکھ نہ سمجھنا۔
- ☆ اداگی قرض کے متعلق دلفریب ذرائع آمدنی کا تصور باندھ کر غیر ضروری اخراجات کیلئے بے دھڑک قرض لینا۔ (مخزن اخلاق ص ۲۹۱، ۲۹۲ طبع لاہور)

لباسِ نبوی ﷺ

استاذ الحمد شیخ حضرت مولانا محمد ادریس کا نذر حلوی عَلَيْهِ الْمَتَفَقُ اس ۲۹۲ء اہر قطراز ہیں
”آنحضرت ﷺ کا لباس نہایت سادہ اور معمولی ہوتا تھا، فقیرانہ اور درویشانہ زندگی تھی، عام لباس آپ کا تہبند، چادر، کرۂ، جبکہ اور کمبل تھا جس میں پیوند لگا ہوتا تھا، آپ کو بزرگ لباس پسند تھا، آپ کی پوشائی عموماً سفید ہوتی تھی۔“

چادر

یعنی چادر جس پر سبز اور سرخ خطوط ہوں آپ کو بہت مرغوب تھی، جو بردیمانی کے نام سے مشہور تھی، خالص سرخ سے منع فرماتے۔

ٹوپی

ٹوپی سر سے چپٹی ہوئی ہوتی تھی، اوپنی ٹوپی کبھی استعمال نہیں فرمائی، ابوکبیشہ انماری سے مروی ہے کہ صحابہ کرام کی ٹوپیاں چپٹی سر سے لگی ہوئی ہوتی تھیں، اوپنی نہیں ہوتی تھیں۔

عمامہ

عمامہ کے نیچے ٹوپی کا اتزام رکھتے تھے، فرماتے تھے کہ ہم میں اور مشرکین میں فرق ہے کہ ہم ٹوپیوں پر عمامہ باندھتے ہیں۔ (ابوداؤد) حضور پُر نور جب عمامہ باندھتے تو اس کا شملہ دوشانوں کے درمیان لٹکا لیتے اور کبھی دائیں جانب اور کبھی باعیں جانب ڈال لیتے اور کبھی تحت الحکم تھوڑی کے نیچے لیتے، حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ نے جنگ بدر اور جنگ حنین میں امداد کیلئے فرشتے اتارے جو

عما مے باندھے ہوئے تھے، جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے، بِخَمْسَةِ الْأَلْفِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوَّمِينَ۔

پاجامہ

حدیث میں ہے کہ آپ نے منی کے بازار میں پاجامہ بکتا ہوا دیکھا، دیکھ کر اسے پسند فرمایا اور فرمایا کہ اس میں بہت ازار کے تستر زیادہ ہے اور اس کو خرید فرمایا، لیکن استعمال کرنا ثابت نہیں۔

قیص

پیرا ہن آپ کو بہت محبوب تھا، سینہ پر اس کا گریبان تھا، کبھی کبھی اس کی گھنڈیاں کھلی ہوئی ہوتی تھیں۔

لنگی

آپ کے تمام کپڑے ٹھنڈوں سے اوپر رہتے تھے بالخصوص آپ کا تہبند آدھی پنڈلی تک ہوتا تھا۔

موزے

(آپ ﷺ) موزے بھی استعمال فرماتے تھے اور ان پر مسح فرماتے۔

گددا

آپ کا ایک چڑی کا (گددا) ہوتا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی اور بسا اوقات حضور پر نور ایک بوریے پرسویا کرتے تھے، حصیر (بوریا) آپ کا بستر تھا۔

انگوٹھی

دست مبارک میں چاندی کی انگوٹھی بھی استعمال فرماتے تھے، آنحضرت ﷺ نے جب قیصر روم اور بجاشی شاہ جبشه وغیرہ کو دعوت اسلام کے خطوط لکھنے کا ارادہ فرمایا کہ سلاطین بدلوں مہر کے کوئی تحریر قبول نہیں کرتے اس لیے آپ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی جس میں تین سطروں میں اوپر نیچے محمد رسول اللہ کھا ہوا تھا۔

تعلیم مبارکین

تعلیم مبارکین چپل کی طرز کے ہوتے تھے کہ جس میں نیچے صرف ایک تلا ہوتا تھا اور اوپر دو تمسی لگے ہوتے تھے جن میں انگلیاں ڈال لیتے تھے۔“ (زرقانی ص ۲۸۵ ج ۵)

(سیرۃ المصطفیٰ حصہ سوم ص ۳۸۱، ۳۸۲، طبع لاہور)

مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی عَلیْہِ التَّوْفِیٌ ۱۳۲۹ھ قطر از ہیں
 ”ناکا میوں اور محرومیوں کے وقت آپ کا بڑا امتحان ہوگا، اگر آپ نے اپنے آپ کو عوام کے لئے مفید بنایا اور خلق خدا کو نفع پہنچایا اور علم کی حقیقت سے آپ باخبر ہوئے تو زندگی کی دُشوار گزار گھائیوں کو بھی آپ سر کر لیں گے اور آپ کو اس کا ہرگز افسوس نہیں ہوگا کہ زندگی کی خوشحالیوں اور اسباب زیست کی فراوانی اور عیش و تنعم سے آپ محروم ہیں، یہ حیاتِ مستعار تو بہر حال گزر جائے گی۔

زندگی اک پل ہو کہ سو سال گزر جاتی ہے
 شانے پر کملی ہو یا شال گزر جاتی ہے
 مال داروں کی با قبل گزر جاتی ہے
 اور ہم غریبوں کی بہر حال گزر جاتی ہے“

(مقالاتِ سواتی ص ۷۷)

قص و سرود کا بانی اول

علامہ ابوالخیر اسدی عَلیْہِ التَّوْفِیٌ ۱۳۲۲ھ قطر از ہیں

”دنیا میں جس قدر بھی معصیت اور شر کا ظہور ہو رہا ہے ان سب کا معلم اول اور قطب فتن صرف ابلیس ہی ہے، تعلیم اس کے وجود سے ہوتی ہے اور ظہور انسان کے وجود سے ہوتا ہے، حدیث میں آتا ہے، کان ابلیس اول من ناح و اول من تغنى سب سے اول جس نے اس دنیا میں بین کیے اور راگ کے ساتھ گانا گایا، وہ ابلیس ہے۔

حضرت قادہ عَلیْہِ فرماتے ہیں جب شیطان ملعون ہو کر آسمان سے نیچے اتر آیا تو کہنے لگا اے خدا تو نے مجھے ملعون بنادیا ہے، آپ یہ بتائیں دنیا میں میرا علم کون سا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، تیرا علم جادو ہوگا، پھر کہنے لگا، میری پسندیدہ آواز کوئی ہوگی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، گانا جانا، پھر کہنے لگا میرا پسندیدہ مشروب کون سا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہرنشہ آور چیز ترا مشروب ہوگا۔

(قص و سرود، طبع ملتان)

حضرت مولانا رحمت اللہ سبحانی لودیانوی عزیز قطر از ہیں

”اس قدر خوفناک تناسب مرگ سے انسان کیسے بے فکرہ سکتا ہے، طرفہ یہ کہ اس اوسطِ مہیب میں بچ جوان یا بڑھے کی تخصیص نہیں، نصیحت کامل اور حقیقت عبرت اگیز ولزہ خیز ہے، لیکن غفلت پر لے درجے کی ہے کہ آگے والا مرتا ہے اور پیچھے والا مطلقاً بے خبر ہے،

پیام مرگ سے اے دل ترا کیوں دم نکلتا ہے
مسافر روز جاتے ہیں یہ رستہ خوب چلتا ہے
عبد اس زندگی پر غافلوں کا فخر کرنا
یہ جینا کوئی جینا ہے کہ جس کے ساتھ مرتا ہے“

(مخزن اخلاق ص ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳ طبع لاہور)

حضور علیہ السلام کی کما حقہ تعریف کرنا ناممکن ہے

مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحید خان سواتی عزیزۃ التوفی ۱۴۲۹ھ نے فرمایا

”شاد ولی اللہ محدث دہلوی عزیزۃ فرماتے ہیں کہ کسی انسان کی طاقت نہیں کہ حضور علیہ السلام کی کما حقہ تعریف بیان کر سکتے، آپ نے خود بھی اپنی ایک کتاب میں حضور کی مدح سرائی کی ہے اور قصیدے لکھے ہیں، شاہ صاحب نے توحید، دین، سنت اور تفسیر کے بارے میں بے پناہ محنت کی ہے جو کہ پورے بر صغیر میں ایک نمونہ ہے، سیرت کے بارے میں صاحب قصیدہ بردہ کا یہ شعر،

فَانْ فَضْلُ رَسُولِ اللَّهِ لِيْسَ لَهُ حَدٌ

فِيْ عَرَبِ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَنِّهِ

کہ حضور علیہ السلام کی فضیلت کی کوئی حدی نہیں ہے کہ کوئی بیان کرنے والا اس کو بیان کر سکے، لہذا اگر تھوڑا بہت بیان ہی صحیح طریقے پر ہو جائے تو غیمت ہے، اگر عیسایوں، یہودیوں اور دیگر غیر مسلم اقوام کے طریقے پر تعریف کی جائے گی تو انہی کے ساتھ مشابہت ہوگی اور ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔“

(خطبات سواتی ج ۵ ص ۳۲)

[خطاب] مولانا محمد فیاض خان سواتی
[ضبط و ترتیب] محمد حذیفہ خان سواتی

پشاور کا خون آشام اور دلفگار سانحہ

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى، خصوصاً على سيد الرسل وخاتم الانبياء، وعلى الله واصحابه نجوم الهدى، اما بعد، فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم، بسم الله الرحمن الرحيم ۵

إِنَّمَا جَزَوُا الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَن يُقْتَلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقْطَعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خَلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ، ذَلِكَ لَهُمْ خَرْبٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۤ

صدق الله العظيم، وبلغنا رسوله النبي الكريم، ونحن على ذلك لمن الشهدرين والشکرین، والحمد لله رب العالمین .

محترم حاضرین وبرادران اسلام و خواتین محترمات!

تاریخ اسلام کا ایک انوکھا حادثہ

میں نے آپ کے سامنے قرآن کریم چھٹے پارے میں سے سورہ المائدہ کی آیت نمبر ۳۳ تلاوت کی ہے، جس کے پیش نظر آج میں آپ کے سامنے ملکِ پاکستان میں پیش آمدہ ایک انتہائی دلفگار اور خون آشام حادثہ پر صرف بطور تعزیت چند کلمات کہوں گا، پشاور کا یہ واقعہ شاید تاریخ اسلام کا ایک انوکھا واقعہ ہے جس میں بڑی ظلم و زیادتی اور سفا کی کامظاہرہ کیا گیا ہے، بچے تو ویسے ہی ایک معصوم مخلوق ہیں اور مرتفع القلم ہیں جو خدا کے ہاں بھی مجرم نہیں ہیں اور آخرت میں بھی جن کی کپکڑ نہیں ہے، ایسے بچوں کے خون کیسا تھا جن لوگوں نے اپنے ہاتھ رنگے ہیں اور ان پر انتہاء درجے کی زیادتی کی ہے، کتنے ہی بچوں کو ان کی ماؤں سے جدا

کر دیا گیا ہے، والدین سے ان کے لخت جگر چھین لیے گئے ہیں، خاندانوں میں رنج والم طاری کردیے گئے ہیں، بھائیوں اور بہنوں کو ایک دوسرے سے ہمیشہ کیلئے جدا کر دیا گیا ہے، یہ اسلام کی تعلیمات ہرگز نہیں ہیں، بلکہ اسلام تو اس کی سراسر نفی کرتا ہے۔

سب سے پہلے تلاوت کردہ آیت کا ترجمہ و مفہوم عرض خدمت ہے، ساعت فرمائیں

تلاوت کردہ آیت کا ترجمہ و مفہوم

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں انما جَزَوُا الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ بیشک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ہوتے ہیں وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا اور زمین میں فساد پا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، ظاہر ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کرنا اور معاشرے میں فساد پیدا کرنا ایک ناقابلٰ معافی جرم ہے، اللہ نے دنیا و آخترت کیلئے اس کی سزا خود مقرر کی ہے، اسلامی حکومت اور حاکم وقت کا کیا کام ہے؟ وہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ایسے مجرموں کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق، پہلی بات یہ کہ آن یُقْتَلُوا ان کو قتل کیا جائے، یعنی خون کے بد لے میں ان سے قصاص لیا جائے تاکہ معاشرہ کے لوگ انہیں دیکھ کر عبرت پکڑیں اور آئندہ اس قسم کی حرکت کرنے کی کوئی کوشش نہ کی جائے، اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں اُو يُصَلَّبُوا یا ان کو یہاں سی پر لٹکا پا جائے۔

دوسری جگہ اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں کہ یہ سزا میں سرِ عام ہونی چاہئیں تاکہ لوگوں کو عبرت حاصل ہوا اور معاشرے میں ڈراور خوف پیدا ہو، تیسرا سزا اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی اور **تُقْطَعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ** یا ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے جائیں ا لٹے سیدھے یعنی دایاں ہاتھ کاٹا ہے تو بایاں پاؤں کاٹ دیں، اسی طرح بایاں ہاتھ کاٹا ہے تو دایاں پاؤں کاٹ دیں، اور چوتھی سزا اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی اور **يُنْفَوُا مِنَ الْأَرْضِ** یا ان کو زمین سے دور کر دیا جائے یعنی جلاوطن کر دیا جائے، حکام وقت ایسے مجرموں کو اپنی سلطنت سے نکال دیں، اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں ذلک لہمْ بِخَرْزٰى فِي الدُّنْيَا يَا كُلَيْهِ رَسُولِيَّى هے دنیا میں وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ اور آخرت میں ان کلیئے بڑا عذاب ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے تیار کر رکھا ہے، یعنی دنیا میں بھی وہ اپنی سزا بھلگت کر نشان عبرت بنتے ہیں اور آخرت میں بھی ایسے لوگوں کلیئے اللہ تعالیٰ نے سزا مقرر کی ہوئی ہے۔

سب سے پہلے خون کا حساب ہوگا

جناب رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک ہے، جب قیامت بپا ہوگی، حشر کا میدان ہوگا اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی عدالت لگے گی، سوال و جواب ہوں گے تو عبادات کے حوالہ سے سب سے پہلا سوال نماز کا ہوگا، اسی طرح جب معاملات کے بارے میں سوال ہوگا تو سب سے پہلے خون کا حساب لیا جائے گا اَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فِي الدِّمَاءِ یعنی سب سے پہلے قیامت والے دن جس بات کا فیصلہ کیا جائے گا وہ انسان کے خون کا ہوگا، تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے قتل و قتال، چوری، ڈاکے اور جتنی بھی دیگر فساد کی صورتیں معاشرہ کی بر بادی میں کارگر ہیں ان سب کی درجہ بدرجہ سزا میں قرآن کریم میں بیان فرمادی ہیں، اور جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے فرماں میں ان کو واضح کیا ہے بلکہ عملاً اسے نافذ بھی کر کے دکھایا ہے۔

ایک نفس کا قتل پوری انسانیت کا قتل ہے

اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن کریم سورۃ النساء میں فرماتے ہیں وَمَن يَقْتُلُ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا جو کسی مومن کو قصد اور ارادتاً قتل کرے گا فَاجْزِأْهُ جَهَنَّمُ پس کا بدل جہنم ہے خالِدًا فِيهَا جس میں ہمیشہ رہے گا، یعنی حلال اور جائز سمجھتے ہوئے یہ کام کیا تو دائیٰ جہنمی ہوگا اور ایمان و دائرۃ اسلام سے خارج ہو جائے گا، وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكُفَّارِ اس پر اللہ کا غضب بھی ہے اور اس کی لعنت بھی ہے وَأَعْذَلُهُ عَذَابًا عَظِيمًا اور ایسے آدمی کیلئے اللہ نے بڑا عذاب تیار کر کھا ہے۔

ایک جگہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَن قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ جس نے کسی نفس کو بغیر کسی جان کے بدله کے قتل کر دیا یا بغیر زین میں فساد کرنے کے قتل کر دیا، فَكَانَمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا گویا کہ اس نے ساری انسانیت کو قتل کر دیا، پوری معاشرت کو قتل کر دیا وَمَنْ أَحْيَا هَا فَكَانَمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا اور جس نے کسی ایک آدمی کو زندہ رکھا، گویا اس نے سب آدمیوں کو زندہ رکھا یعنی پورے معاشرے کو زندہ کر دیا۔

ایک گندی مچھلی پورے تالاب کو گندرا کرتی ہے

قتل و قاتل تو اتنی مضر بیماری ہے کہ ایک مومن بندہ اس کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا، معصوم بچوں

کے ساتھ جو درندگی ہوئی ہے، اور جو لوگ اس قسم کی کارروائیاں کرتے ہیں اور پھر مسلمان اور مومن ہونے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں، یہ سراسر اسلام، اہل ایمان، شریعت اور صحیح لوگوں کو بدنام کرنے کی بہت بڑی سازش ہے، کہتے ہیں کہ ”ایک گندی مچھلی پورے تالاب کو گندرا کرتی ہے“، یہ خود پڑا طالب علموں کا روپ دھار کر پوری دنیا کے طالب علموں کو بدنام کر رہے ہیں، اسلام کا دعویٰ کر کے پورے مسلمانوں کو دنیا میں رسوا کر دیا ہے، شریعت پر عمل کے دعوے کے ساتھ پوری شریعت کا مذاق بنا کر رکھ دیا ہے، جو لوگ شریعت کا دعویٰ بھی کریں اور ایسی کارروائیاں بھی کریں، ان کو تو شریعت کی ہواتک نہیں لگی۔

ہر بچہ فطرت اور اسلام پر ہوتا ہے

جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کُلُّ مُولُودٍ يُوَلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَإِبَّوَاهُ يُهُوَدِانِهُ أُو يُنَصَّرِانِهُ أُو يُمَجِّسَانِهُ أُو يُشَرِّكَانِهُ ہر بچہ فطرت پر بیدا ہوتا ہے، یعنی بالغ ہونے سے پہلے پہلے ہر بچہ فطرت اور اسلام پر ہوتا ہے، پھر بالغ ہونے کے بعد اس کے ماں باپ اسے یہودی بنا دیں، عیسائیت، محبوبیت یا شرک کی تعلیم دے دیں، یا کسی بھی مذہب کی تعلیم دے دیں، تو پھر وہ مکلف ہو جاتا ہے، کیونکہ اس میں استعداد ہوتی ہے، جو اس کے ذہن میں ڈالا جائے گا وہ اسے قبول کر لے گا، مگر اس سے پہلے پہلے وہ مسلمانوں کے حق میں ہی شمار ہوتا ہے۔

مشرکین کے بچے بھی جنتی ہیں

جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے سفرِ معراج کا واقعہ بیان فرماتے ہوئے فرمایا کہ جب میراً نزرا حضرت ابراہیم ﷺ کے پاس سے ہوا تو میں نے دیکھا کہ وہاں ان کے گرد بچے ہی بچے بیٹھے ہوئے ہیں، چنانچہ میں نے جبرائیل ﷺ سے دریافت کیا کہ یہ بچے کوں ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ یہ سارے کے سارے بچے جو حضرت ابراہیم ﷺ کے ارد گرد موجود ہیں یہ مشرکین کے بچے ہیں جو نابالغی کی حالت میں فوت ہو چکے ہیں اور ادھر حضرت ابراہیم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں، تو مشرکین کے جو نابالغ بچے فوت ہو جاتے ہیں ان کے بارے میں محققین اور اہل اسلام کا نظر یہ ہے کہ وہ بھی جنت میں جائیں گے، کیونکہ ابراہیم ﷺ تو جنت میں ہی ہیں۔

تین قسم کے مرفوع القلم لوگ

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تین قسم کے لوگ مرفوع القلم ہیں، رُفَعَ الْقَلْمُ عَنْ ثَلَاثَةِ یعنی تین قسم کے لوگوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے، اور وہ اللہ کی پکڑ کے دائرے میں نہیں آتے، ان میں سے ایک صَبِّیٰ یعنی وہ بچہ جو بالغ نہ ہو، بلوغت تک بچے کا کوئی بھی گناہ کر اماماً کا تبین نہیں لکھتے، دوسرا مَجْنُونٌ پاگل اور تیسرا نائِمُ سویا ہوا یعنی نیند کی حالت میں ہے اور اسے کچھ پتہ نہیں ہے، سوتا ہوا آدمی کچھ بھی کر دے اس پر پکڑنہیں ہے، آپ نے دیکھا ہو گا کہ بعض لوگوں کو نیند میں چلنے کی عادت بھی ہوتی ہے اور وہ بعض اوقات عجیب و غریب کام بھی کر دیتے ہیں۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی بچوں کی ساتھ شفقت

بچے تو مرفوع القلم ہوتے ہیں، ان کا تو کوئی گناہ ہی نہیں، جناب رسول اللہ ﷺ نے بچوں کے حوالہ سے جتنی شفقت فرمائی ہے اور جتنی تعلیمات دی ہیں اتنی کسی بھی مذہب نے نہیں دیں، آپ ﷺ کا بچوں کے حوالہ سے یہ معمول تھا کہ جب آپ ﷺ مدینہ منورہ کی گلیوں سے گزرتے تو جو چھوٹے بچے وہاں کھیل رہے ہوتے ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے، دل لگی و مزاح فرماتے، ان کو سلام کرتے، گود میں لیتے، حتیٰ کہ ایک بچے نے حضور نبی اکرم ﷺ کی گود میں پیشتاب کر دیا، تو آپ ﷺ نے بر انہیں منایا بلکہ وہ بچا اٹھا کر پانی کے ساتھ اپنے کپڑے کو دھویا، بچوں کے ساتھ بہت محبت فرماتے تھے، حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ تو آپ ﷺ کے نواسے تھے، ان کے ساتھ محبت تو ایک گھر کی محبت ہے، میں تو عام بچوں کی بات کر رہا ہوں۔

جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو کبھی کھیلاتے تھے اور ان کے ساتھ دل لگی کر رہے ہوتے تھے تو وہ حضور نبی اکرم ﷺ کی ایک کیفیت سے بہت خوش ہوتے تھے، اور ھلکھلا کر ہنتے تھے، جناب رسول اللہ ﷺ ان کے سامنے اپنی زبان مبارک باہر نکالتے تھے تو آپ ﷺ کی زبان کی سرفی کو دیکھ کر وہ ھلکھلا کر ہنتے تھے، تو جناب رسول اللہ ﷺ کی بچوں کی ساتھ یہ کیفیت ہوتی تھی۔

مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ

ایک مرتبہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ یا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ نے بوسہ دیا، ایک آدمی اقرع بن حابس تمیمی جو قبیلہ بنی تمیم کا سردار تھا اور دس بچوں کا باپ تھا، اس نے حضور نبی اکرم ﷺ کی یہ کیفیت دیکھی تو کہا

کہ میرے تو دل بچے ہیں میں نے انہیں کبھی بوس نہیں دیا، آپ بچوں کو بوس دے رہے ہیں، یعنی اُسے بُدا تجھ بہوا، تو حضور نبی اکرم ﷺ نے جواب میں فرمایا مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ جو آدمی رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا، حضور نبی اکرم ﷺ کی مجلس میں ایک بوڑھا آدمی آیا، مجلس میں لوگ بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے اسے راستہ نہیں دیا، وہ آگے جا کر کوئی بات پوچھنا چاہتا تھا، اور لوگ اپنی جگہ گھیر کر بیٹھے ہوئے تھے تو حضور نبی اکرم ﷺ نے یہ کیفیت دیکھ کر فرمایا لِيَسَ مِنَ الَّذِينَ لَمْ يَرْحَمُ صَغِيرَنَا وَيُؤْقُرُ كَبِيرَنَا وَهُم میں سے نہیں ہے جو اپنے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور بڑوں کی عزت نہیں کرتا ہے۔

مجموعی طور پر بھی نبی اکرم ﷺ نے تمام امت کو یہ تعلیم دی ہے کہ إِذْ حَمُّوا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمُكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا، جس کے دل میں رحم ہے اس کا تعلق خدا کے ساتھ ہے، اور جس کے دل میں شقاوت ہے تو اس کا تعلق شیطان کے ساتھ ہے، بچوں کے حوالہ سے جناب رسول اللہ ﷺ کے چند واقعات آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

حضرور ﷺ کے بچوں کی ساتھ شفقت کے چند واقعات

[۱] جناب رسول اللہ ﷺ جب مسجد نبوی میں نماز پڑھنے پڑھانے کیلئے تشریف لاتے تو راستے میں ایک بچہ بیٹھا ہوتا تھا، جب آپ اس کے پاس سے گزرتے تو وہ بچہ اٹھ کر آہستہ آہستہ آپ ﷺ کے ساتھ پیچھے پیچھے چلا شروع ہوجاتا تھا، جب آپ ﷺ مسجد میں پہنچ کر جوتا اتارتے اور مسجد کے اندر چلے جاتے تو وہ بچہ حضور نبی اکرم ﷺ کے جلوں کو اٹھاتا اور اپنے کپڑوں کی ساتھ انہیں صاف کرتا، پھر جب جناب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ کر باہر تشریف لاتے تو وہ آپ ﷺ کے دامیں پاؤں کیلئے پہلا جوتا پیش کرتا پھر باہمیں پاؤں کیلئے دوسرا جوتا پیش کرتا، یعنی انتہائی مہذب تھا، تو جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک روز اس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اس کی کیفیت اور چھوٹی سی عمر دیکھ کر جناب رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ یہ کام تجھے کس نے سکھلا�ا ہے؟ کہ جب میں آتا ہوں تو میرے پیچھے آہستہ آہستہ چلتا ہے، پھر آ کر جوتا صاف کرتا ہے، پھر میرا انتظار کرتا ہے، پھر مجھے جوتے پہناتا ہے، یہ تجھے کس نے سکھلا�ا ہے؟ اس نے کہا نہیں، مجھے یہ کام کسی نے سکھلا�ا نہیں بلکہ میں یہ اس لئے کرتا ہوں کہ آپ میرے اس کام سے خوش ہو کر مجھے دعا دیں، بڑا سخیدہ اور سمجھدار بچہ تھا، جناب

رسول اللہ ﷺ نے اس بچے کیلئے اسی وقت ہاتھ اٹھائے اور فرمایا اللہ سے دنیا و آخرت کی تمام خوشیاں عطا فرما، بچوں کیلئے تو آپ ﷺ اس طرح دعا فرمایا کرتے تھے۔

[۲] ایک خاتون نے اپنے بچے کو جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا کہ جا کر پہلے آپ ﷺ کو میری طرف سے سلام پیش کرنا کہ میری والدہ آپ کو سلام کہتی ہے، اور دوسرا پیغام یہ دینا کہ، وہ کہتی ہے کہ میرے لئے کوئی کپڑا دیں تاکہ میں اپنے جسم کو ڈھانپوں اور کوئی کرتاسلاوں، وہ بچہ حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اپنی ماں کا سلام پیش کیا اور پیغام دیا، تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس وقت تو کوئی کپڑا نہیں ہے کہ میں تجھے دوں، ہر وقت تو کوئی چیز موجود نہیں ہوتی تھی، وہ بچہ بڑا بے باک تھا، بڑے آدمی کے سامنے جا کر تو بڑے آدمیوں کو بھی سانپ سونگھ جاتا ہے، جناب رسول اللہ ﷺ کی کیفیت یہ تھی کہ آپ ﷺ کے سامنے چھوٹے چھوٹے بچے بھی اپنا حق مانگ لیتے تھے، اس بچے نے کہا اور کچھ نہیں ہے تو آپ اپنی چادر ہی دے دیں، جناب رسول اللہ ﷺ کے دل میں رقت پیدا ہوئی، انہوں نے کہا تم ادھر ہی بیٹھو، چنانچہ آپ ﷺ اپنے گھر کے اندر گئے اور جا کر اپنی چادر لا کر اس بچے کو دے دی۔

[۳] ابو داؤد شریف میں موجود ہے، حضرت عبد اللہ بن عامر رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ ہمارے گھر میں جناب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، میں چھوٹا بچہ تھا، میری والدہ مجھ سے کوئی کام وغیرہ کرانا چاہتی ہوں گی، گھر میں جب مہماں آئیں اور کوئی چیز وغیرہ لائی ہو تو بچے ادھر ادھر بھاگتے ہیں کہ ہمیں نہ کوئی کام کہہ دیں، فرماتے ہیں جناب رسول اللہ ﷺ جب ہمارے گھر میں آئے تو میری والدہ نے مجھے بلا یا کہ ادھر آئیں تجھے کوئی چیز دوں گی، عمومی طور پر ماں میں ایسا کرتی ہیں، جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کی والدہ سے پوچھا کہ تو اس بچے کو کیا دینا چاہتی ہے؟ اُس نے کہا کہ میں اس کو بھجوڑا دینا چاہتی ہوں، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر تو اس کو کوئی چیز دینے کیلئے بلاتی اور پھر وہ چیز اس کو نہ دیتی تو تیرے نامہ اعمال میں جھوٹ لکھا جاتا، گویا آپ ﷺ نے بچوں کی اس طرح وکالت اور طرف داری کی، یعنی بچوں کو اس طرح لائج دے کر ان سے کام لے لیتے ہیں پھر دیتے کچھ نہیں ہیں، حضور ﷺ کے بچوں کے ساتھ شفقت کے واقعات سے حدیث اور تاریخ کی کتب بھری پڑی ہیں۔

[۴] حضور نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک جنگ میں کوئی خاتون

مقتول پائی گئی، جناب رسول اللہ علیہ السلام نے اس پر بہت برا محسوس کیا، اور اسی وقت تعلیم دی کہ کسی خاتون، بچے یا معدوروں کو کچھ نہیں کہا جائے گا، آپ علیہ السلام تو بچوں، خواتین، بوڑھوں، معدوروں، مذہبی لوگوں اور پیشواؤں کیستھے، جنگ میں بھی ایسا کرنے سے منع فرماتے تھے۔

[۵] ایک مرتبہ حضرت علیہ السلام نے ایک لوٹدی اور اس کے بچے کو جدا کر دیا، لوٹدی کو کہیں اور بچہ دیا اور بچے کو کہیں اور بچہ دیا، اس کی وجہ سے ماں بیٹے بہت غمگین ہو گئے، جناب رسول اللہ علیہ السلام نے حضرت علیہ السلام کو بلا یا اور کہا کہ اپنی بیچ و اپس کراور ماں بیٹے کو آپس میں ملا دے، جناب رسول اللہ علیہ السلام انسان کے بچے تو کیا جانوروں کے بچوں کا بھی لحاظ رکھتے تھے، ہماری شریعت کی تعلیم تو یہ ہے۔

[۶] فتح مکہ کے موقع پر حضور نبی اکرم علیہ السلام عرج کے مقام میں پہنچے، آپ علیہ السلام نے دیکھا کہ وہاں ایک کتیا اپنے بچوں کو دودھ پلارہی ہے، اور ساتھ غرائز ابھی رہی ہے، یعنی وہ یہ سمجھ رہی ہے کہ اتنا بڑا لشکر آگیا ہے، یہ مجھے اور میرے بچوں کو کہیں تکلیف نہ پہنچائیں، چنانچہ آپ علیہ السلام نے یہ دیکھ کر اپنے ایک صحابی کی ڈیوٹی لگا دی کہ تو یہاں کھڑا ہو جا اور حفاظت کر، تاکہ لشکر کا کوئی آدمی اسے تکلیف نہ پہنچ سکے۔

[۷] ایک غزوہ سے واپسی کے موقع پر جناب رسول اللہ علیہ السلام کی خدمت میں غلام لائے گئے، آپ علیہ السلام غلام تقسیم فرمار ہے تھے، اچانک آپ کی نظر اٹھی تو ایک خاتون وہاں زار و قطار رورہی تھی، نبی اکرم علیہ السلام نے اسے بلا یا اور پوچھا کہ تو کیوں رو رہی ہے، اس نے کہا کہ آپ کے ایک صحابی نے قبیلہ عبس کے مقام پر میرے بچے کو مجھ سے جدا کر کے فروخت کر دیا ہے، اور میں اس کے فراق میں تڑپ رہی ہوں، جناب رسول اللہ علیہ السلام نے اس صحابی کو بلا یا، وہ حضرت ابو سید ساعدی علیہ السلام تھے، آپ علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ تو نے اس خاتون سے اس کے بچے کو کیوں جدا کر دیا ہے؟ انہوں نے اپنا معقول عذر پیش کیا کہ یہ قید ہوئے تھے، میں اس کے بچے کو اس کیستھے ہی رہنے دیتا لیکن اس کا بچہ اتنا لاغر اور کمزور تھا کہ چل ہی نہیں سکتا تھا، اور اس کا ساتھ نہیں دے سکتا تھا، یہ اسے اٹھا نہیں سکتی تھی اور ساتھ لا بھی نہیں سکتی تھی، تو میں نے اسے وہیں فروخت کر دیا، مدینہ منورہ سے قبیلہ عبس بڑے فاصلے پر تھا، جناب رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ تو ابھی وہاں جا اور جا کر اس خاتون کا بچا اسے واپس لا کر دے، چنانچہ وہ صحابی سفر کرتے ہوئے قبیلہ عبس پہنچ اور جا کر جن لوگوں کو انہوں نے فروخت کیا تھا ان سے دوبارہ قیمتاً وہ بچ لیکر اس کی ماں کے سپرد کیا، اس موقع پر حضور علیہ السلام نے

فرمایا جو شخص مال بیٹھ کو جدا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن دوستوں سے جدا کر دے گا، پھر فرمایا یاد رکھوڑات کے وقت پرندوں کا شکار بھی نہ کیا کرو، انہیں انکے گھونسلوں میں بے آرام نہ کرو، کیونکہ رات ان کی پناہ گاہ ہے۔

قیامت سے پہلے قیامت

جناب رسول اللہ ﷺ تو زندہ بچوں کی جدائی برداشت نہیں فرماتے تھے، یہاں تو تقریباً ڈبڑھ سو بچوں کو ان کی ماوں سے ہمیشہ کیلئے جدا کر دیا گیا ہے، یہ بہت بڑی سفا کی ہے، یہ دینِ اسلام کی تعلیمات بالکل نہیں ہیں، یہ لوگ تو اپنے اوپر دین کا لیبل لگا کر پوری دنیا کے طالبعلموں کو بدنام کر رہے ہیں، آپ حضرات دیکھتے ہیں ہیں کہ آپ کے سامنے آپ کے اس مدرسہ (نصرۃ العلوم) میں کتنے طالبعلم پڑھتے ہیں، ۶۵ سال ہو چکے ہیں، شہر کے کسی آدمی کو بھی ایک سوئی بھی چھوٹی ہو کسی طالبعلم نے تو بتلا نہیں؟ نہ ہی یہاں ایسی تعلیمات دی جاتی ہیں، یہ چند گندی مچھلیاں ہیں جو پوری دنیا کے طالبعلموں کو رسوا کر رہی ہیں، جن ماوں کو ان کے بچوں سے جدا کر دیا گیا ہے، ان پر تو قیامت سے پہلے قیامت پتا ہے، یہ بہت بڑا صدمہ ہے، میں ان بچوں کے والدین کیلئے بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم سب لوگ آپ کے صدمے میں برابر شریک ہیں۔

تمام مراکز اسلام کی طرف سے مذمت

میں یہاں یہ بات بھی واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے مرکز ”دارالعلوم دیوبند (انڈیا)“ کے مہتمم حضرت مولانا ابوالقاسم نعمانی صاحب مدظلہ العالی نے اس سلسلہ میں ایک پورا بیان جاری کیا ہے، انہوں نے کہا ہے کہ پشاور میں جو حرکت ہوئی ہے یہ سفا کا نہ ہے، ہم اس کی بالکل تائید نہیں کرتے بلکہ بھرپور مخالفت کرتے ہیں، اور حکومتِ پاکستان سے بھی انہوں نے مطالبہ کیا ہے کہ اس کا کوئی صحیح حل نکالا جائے، یہ بیان پاکستانی پریس میں بھی چھپ چکا ہے، تقریباً تمام مراکز اسلام نے اس خون ریز واقعہ کی مذمت کی ہے، آج کل کچھ لوگ اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے، بعض پارٹیاں بعض پارٹیوں کو اور بعض فرقے بعض فرقوں کو نیچا کھانے کیلئے سرگرم ہیں۔

ہمارے پاکستان کے مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد ریفع عثمانی مدظلہ العالی نے بھی اپنا بیان ٹی وی پر نشر کرایا ہے، اخبارات میں بھی چھپ چکا ہے، انہوں نے کہا ہے کہ یہ حرکت کرنے والے طالبان نہیں بلکہ

ظالمان ہیں، ایسی حرکت کی ہر گز تائید نہیں کی جاسکتی، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے تمام ذمہ داران نے بھی اس کی تردید کی ہے، مرکز اسلام مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی نمائندگی کرتے ہوئے شاہ عبداللہ نے بھی تردید کی ہے، کوئی آدمی اس کی تائید نہیں کر سکتا، یہ اسلام اور شریعت کا کام ہرگز ہونہیں سکتا۔

ہمارا مطلبہ

ہم حکومتِ پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ایسے لوگوں کو پکڑ کر ان تک رسائی حاصل کریں کہ اصل مجرم ہیں کون؟ آجکل تو یہی پتہ لگانا بہت مشکل ہے، کتنے لوگ مرتے ہیں، دھماکوں میں شہید ہوتے ہیں، بڑی بڑی پارٹیوں کے سربراہ اور وزیر اعظم تک مارے گئے ہیں، آج تک کوئی پتہ نہیں چل سکا کہ کس نے مارا ہے، جب تک اس کی تہہ تک نہیں پہنچا جائے گا اس وقت تک کوئی مسئلہ حل نہیں ہوگا، بے قصور لوگ جب مارے جاتے ہیں تو اس کی وجہ سے انارکی بڑھتی ہی ہے ختم نہیں ہوتی، اسلامی بچ تو کیا غیر مسلموں کے بچوں کو مارنا بھی درست نہیں ہے، جماعتی کے ہوں یا مخالف کے، بچوں کے ساتھ تورم ہی کیا جانا چاہیے۔

ہم اس طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ اس موقع پر نہایت داشمندانہ طریقے سے قدم اٹھانا چاہیے، پہلے بھی کئی بار عرض کر چکے ہیں کہ ایسے موقعوں پر جذباتی فیصلے کرنا بالکل روانہ ہے، پھر ان فیصلوں کی وجہ سے بے گناہ لوگ جو اس کارروائی میں ملوث نہیں ہیں اور مجرم بھی نہیں ہیں ان پر کریک ڈاؤن کرنا، ان کے بچوں کو مارنا، اس سے انارکی مزید بڑھے گی جیسے پہلے بڑھتی چلی جا رہی ہے، پکڑنا ایک مجرم کو ہوتا ہے اور اس کو پکڑنے کیلئے پورے گھر پر ڈرون اٹیک کیا جاتا ہے اور وہاں بچے، بوڑھے، عورتیں اور خاندان کے خاندان جب تباہ ہوتے ہیں تو ان لوگوں نے تو مخالف ذہن لے کر پھر اٹھنا ہی ہوتا ہے، ایسے واقعات میں ایسے لوگ بہت زیادہ ملوث نظر آتے ہیں، قبل میں امریکہ نے جو کچھ کیا ہے، ہم حکومتِ پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ خدا کیلئے اس کا ساتھ چھوڑ دو، یہ صرف اپنے مقاصد کیلئے تمہیں استعمال کر رہا ہے، جب اس کے مقاصد پورے ہو جائیں گے یہ تمہیں بھی ملات مار دے گا، جیسے اس نے پہلے کیا ہے۔

یہ تو ہمارے پاکستان کا حال ہے کہ ایک طالبان کے نام کو سامنے رکھ کر تمام کارروائیاں انہی پر ڈال دی جاتی ہیں، کل ہی یمن میں اسی طرح کا ایک واقعہ پیش آیا ہے، وہاں بھی سکول کی بچیوں کے ساتھ ہی ہوا ہے، پندرہ بچیوں کو کسی نے مار دیا ہے، وہاں کون سے طالبان ہیں؟ دنیا کے دوسرے خطوں میں بھی ایسے واقعات رونما ہو

رہے ہیں، وہاں کو نے طالبان ہیں؟ اس وجہ سے صحیح اور غلط کا امتیاز بہت ضروری ہے، غلط لوگوں کو مارتے ہوئے صحیح لوگوں کو بھی ٹارگٹ بنایا جا رہا ہے، ہم کسی کی حمایت نہیں کرتے لیکن ایک سیدھی لائن ضرور بتلار ہے ہیں۔ پہلے بھی جب امریکہ نے قبائل میں ڈرون ایک کیا، وہ طالبان کے کسی سربراہ کو مارنا چاہتے تھے، ایک مدرسے پر حملہ کیا اور وہاں کے ۸۲ حفظ کے چھوٹے چھوٹے طلباء کو شہید کر دیا، اب بتاؤ ان ۸۲ بچوں کے والدین ان بچوں کے غم میں پاگل نہیں ہوں گے تو کیا ہوں گے؟ وہ فوج پر حملہ نہیں کریں گے تو کیا کریں گے؟ وہ پاکستان کے خلاف ذہن نہیں رکھیں گے تو کیا کریں گے؟ اس وجہ سے ایسے موقعے پر جذبات میں نہیں آنا چاہیے، ہمارے وزیرِ اعظم، صدر، فوج اور حکام کو بڑی بے دار مغزی کیسا تھا اس واقعہ کا پتہ لگانا چاہیے کہ اصل مجرم کون ہے، ہماری اٹیلی جنیں کے سابق سربراہ جزل حیدر گل نے کل ہی بیان دیا ہے کہ یہ جو واقعہ ہوا ہے اس کی کڑیاں اٹیلیا کے ساتھ مل رہی ہیں، یہ مختلف تجزے سے سامنے آ رہے ہیں ان پر بھی غور کرنا چاہیے، صرف کمزور لوگوں کو راستے سے ہٹانا بالکل درست نہیں ہے۔

وزیرِ اعظم صاحب کا انتہائی غیرِ انشمندانہ بیان

ہمارے وزیرِ اعظم صاحب نے جو بیان دیا ہے وہ انتہائی غیرِ انشمندانہ ہے، انہوں نے کہا ہے کہ صحیح اور غلط طالبان میں کوئی فرق نہیں ہے، یہ جذباتی بیان ہے، ان کے اس بیان کی آڑ میں خداخواستہ یہاں گو جرانوالہ اور ملک کے دوسرے شہروں میں طلباء کو لوگ مارنا شروع کر دیں تو کس پر اس کا ذمہ آئے گا؟ پورے پاکستان میں طالب علم پڑھ رہے ہیں، طالبان تو ایک فارسی کا لفظ ہے، اس کا مطلب دین کا علم حاصل کرنے والا ہوتا ہے، اب دین کا علم حاصل کرنے والے کیا سارے ہی ایسے ہیں؟ آپ لوگ معاشرے میں دیکھتے ہیں کہ ایسا بالکل بھی نہیں ہے اور تجوہ بھی رکھتے ہیں، پورے پاکستان میں مدارس موجود ہیں اور کسی مدرسے سے آپ کو بھی ایسا دکھ اور تکلیف نہیں پہنچی ہو گی بلکہ مدارس کے لوگ تو آپ کے ساتھ ہمدردی کر رہے ہیں، آپ کے ملی اور قومی معاملات میں معاون ہیں، آپ کو امام، قاری، خطیب، مفسر اور مفتی فراہم کر رہے ہیں، حالانکہ یہ سب ریاست کی ذمہ داری ہے جو یہ دینی مدارس سر انجام دے رہے ہیں۔

ایسے جذباتی بیان کیسا تھا اگر پاکستان کے سب مدرسوں کے طالب علموں کو کوئی یہ کہے کہ یہ بھی طالبان ہیں، صحیح اور غلط میں ہم امتیاز بالکل نہیں کرتے، یہ بالکل غیرِ انشمندانہ بیان ہے، ہمارے وزیرِ اعظم کو ایسا بیان

نہیں دینا چاہیے، اس کی وجہ سے انارکی پیدا ہو سکتی ہے اور ملک میں قتل اور خانہ جنگی ہو سکتی ہے، دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمارے ملک کے حال پر حم فرمائے اور جن ظالموں نے یہ کام کیا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ انہیں جہنم کے نچلے گڑھے کے اندر پہنچائے، اللہ تبارک و تعالیٰ بچوں کے والدین اور ان کے رشتہ داروں کو جن کے لخت جگران سے چھین لیے گئے، انہیں صبر جمیل نصیب فرمائے۔

فوت شدہ بچوں کے والدین بیت الحمد میں جائیں گے

حضور نبی اکرم ﷺ کا فرمان مبارک سن لیں، ایسے موقع کیلئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب چھوٹے بچے وفات پاتے ہیں تو اللہ تبارک و تعالیٰ جبرائیل علیہ السلام سے پوچھتے ہیں، تو نے فلاں کے بچے کی جان نکال لی؟ تو وہ کہتے ہیں نکال لی، فلاں سے اس کا بچہ چھین لیا؟ وہ کہتے ہیں چھین لیا کیونکہ آپ کا حکم تھا، تو اللہ تبارک و تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ اس پل میرے بندے یا بندی نے کیا کہا تو جبرائیل علیہ السلام کہتے ہیں، تیرے اس بندے اور بندی نے ان اللہ و انالیہ راجعون کہا، اور کہا کہ یہ اللہ ہی کا حکم تھا، اہل اسلام یہی کہتے ہیں کہ اللہ کا حکم ہے، ان لہ مَا أَحَدٌ وَلَهُ مَا أَعْطَى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمٍّ حضور نبی اکرم ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ سب چیزیں اللہ کیلئے ہیں، جو اس نے دیا تھا واپس لے لیا، کیونکہ اس کو اختیار ہے، اور ہر چیز کیلئے ایک مقررہ وقت ہے، جب جبرائیل علیہ السلام کہتے ہیں بندہ اس نے اس پر صبر کیا تو اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں ایسے والدین کیلئے اعلان کرو کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جنت میں ان کیلئے ایک محل تیار کیا ہے جس کا نام بیت الحمد ہے، چھوٹے بچے جن سے چھین لیے جاتے ہیں، انہیں مار دیا جاتا ہے اور وفات پا جاتے ہیں ان کے والدین بیت الحمد میں جائیں گے، اور یہ چھوٹے بچے کل قیامت کے دن اپنے والدین کے سفارشی بھی ہوں گے، اگرچہ والدین گناہ گار بھی کیوں نہ ہوں یہ چھوٹے بچے اللہ کی بارگاہ میں اپنے والدین کے دامن پکڑ لیں گے، اور ان کے ہاتھ پکڑ لیں گے اور سفارش کریں گے کہ ہمارے باپ، ماں اور بھائی کو بھی ہمارے ساتھ جنت میں بھیج دیں، اور اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی سفارش قبول فرمائیں گے، دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ان بچوں کے والدین کو صبر جمیل نصیب فرمائے۔

ایک اہم دینی مسئلہ

[س] ایک صاحب پوچھ رہے ہیں کہ آج کے دور میں مسلمانوں میں یہ رواج چل پڑا ہے کہ کسی

سanh جیا حادثہ میں مرنے والوں کیلئے موم بقی وغیرہ جلائی جاتی ہے، اس کے بارے میں وضاحت فرمائیں۔

[ج] بھی! ایسے موقع پر موم بتیاں جلانا دا قوم کا نہ ہی شعار ہے، مجوہیوں کا جو آگ کی پوجا کرتے ہیں اور عیسایوں کا، اور ان کی دیکھا دیکھی دیگر تمام مذاہب میں بھی یہ روانج آگیا ہے، ہندوؤں، یہودیوں اور بگڑے ہوئے مسلمان جو کسی سے پچھنئیں رہتے انہوں نے بھی اسے اختیار کر لیا ہے، اس چیز سے تو نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے، ہمارے مذہب میں آگ کی عبادت نہیں ہے اور اس کی سزا بھی نہیں ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ نے آگ کی سزادی نے سے بھی منع فرمایا ہے کہ کسی کو یہ سزا نہ دو، یہ صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کا حق ہے، اس وجہ سے ایسے موقع پر ان اللہ وانا الیہ راجعون کہنا چاہیے، دعا دینی چاہیے اور تعزیت کرنی چاہیے، جو طریقہ میں نے آج آپ کے سامنے اختیار کیا ہے اور سارا خطبہ اسی تعزیت کے موضوع پر بیان کیا ہے، اسلامی طریقہ کا رجھی یہی ہے، اس سانحہ میں چھوٹے بچوں کے ساتھ بالغ ٹرکے بھی فوت ہوئے ہیں، سکول کے عملہ کے ارکان بھی فوت ہوئے ہیں ان کیلئے بھی ایصالِ ثواب کریں، قرآن کریم پڑھیں اور دعا کریں، موم بتیاں، آگر بتیاں، کسی جگہ پر کارڈ رکھنا، قبروں پر پھول ڈالنا، یہ سب چیزیں اسراف و تبذیر میں داخل ہیں، اسلام سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے، اس سے نچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

دعائیہ کلمات

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کے گردے کا آپ پیش ہوا ہے، اور وہ سخت علیل ہیں، ان کیلئے دعا فرمائیں، ان کے علاوہ جتنے بھی مسلمان مرد، عورتیں، بچے اور بوڑھے یہاں اللہ تبارک و تعالیٰ سب کو سخت کاملہ عاجله مستمرہ عطا فرمائے، جو وفات پاچکے ہیں، شہید ہوچکے ہیں، جو ادھارات میں مارے جاچکے ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ سب کی بخشش و مغفرت فرمائے، اور جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے، اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو دینِ حق کی صحیح سمجھ نصیب فرمائے، اس پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے، اور ہم سب کا خاتمه ایمان پر فرمائے۔

سبحانک اللہم وبحمدک اشهد ان لا اله الا انت استغفرک واتوب اليك.

(ریکارڈنگ: محمد بابر، مقام جامع مسجد نور، تاریخ خطبہ جمعۃ المبارک: ۱۹ دسمبر ۲۰۱۳ء)



اللہ کا انتخاب اور نام محمد ﷺ

اللہ تعالیٰ نے تمام تر مخلوقات میں سے بنی نوع انسان کو، پھر بنی نوع انسانوں میں سے تمام انبیاء علیہم السلام کو، پھر انبیاء کرام علیہم السلام میں سے ۳۱۳ رسول کو، پھر ۳۱۳ رسول میں سے جناب نبی کریم ﷺ کو چنان، آقائے نامدار علیہم السلام کو من جملہ انبیاء علیہم السلام میں ایسی ہی فضیلت اور ایسا ہی ممتاز مقام حاصل ہے جیسے چاند کو ستاروں و سیاروں پر، سورج کو چاند، ستاروں اور سیاروں پر، سمندر کو ندی نالوں اور دریاؤں پر، گلستانوں کو سبزہ زاروں پر، یوم الجمعۃ کو بقیہ ایام پر، رمضان کے مہینے کو بقیہ مہینوں پر، مسجد حرام اور مسجد نبوی کو تمام مساجد پر فضیلت اور امتیاز حاصل ہے، خود جناب نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے ان اللہ اصطفیٰ کنانہ من ولد اسماعیل و اصطفیٰ قریش من بنی کنانہ و اصطفیٰ من قریش بنو هاشم و اصطفانی من بنی هاشم۔

طبرانی میں حضرت ابن عمر علیہم السلام سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا! اللہ نے مخلوق کو چنان تو ان میں بنی آدم کو پسند فرمایا اور پھر بنی آدم میں سے عرب کو پسند فرمایا، پھر عرب میں سے مجھے پسند فرمایا، میں ہمیشہ پسندیدہ در پسندیدہ لوگوں سے پیدا ہوا ہوں، خبردار جس نے عربوں سے محبت کی اس نے میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغرض رکھا اس نے مجھ سے بغرض رکھنے کی وجہ سے ان سے بغرض رکھا، فرمایا کہ عربوں سے ۳ وجہات کی بناء پر محبت رکھو، [۱] میں عربی ہوں [۲] قرآن پاک عربی میں ہے [۳] اہل جنت کی زبان عربی ہے، ان روایات میں ایک حسین اجمال ہے کہ جس کی تفصیل جانے کیلئے کعبۃ اللہ کی تاریخ کے ان یادگار لمحات کو جانا ضروری ہے جب جناب ابراہیم علیہم السلام و اسماعیل علیہم السلام نے کعبہ کو مکمل کر کے دست بدعا ہو کر باری تعالیٰ کی بارگاہ میں سے اپنا انعام طلب طلب کیا اور اپنی مزدوری میں وہ چیز ماگنی جو اللہ کے خزانے میں بھی ایک تھی گویا کہ توحید کے پرستار پیغمبر اور موحد نے بھی اسی درستے مانگا جو مانگنے پر انسان کو خوشی سے عطا کرتا ہے اور نہ مانگنے پر ناراضگی کا اظہار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے جناب

خلیل علیہ السلام کو جناب اسماعیل علیہ السلام تو عطا کئے پھر انہی کی اولاد میں جناب نبی کرم علیہ السلام کو پیدا فرمایا کران کی دعا کی قبولیت کی طرف اشارہ فرمایا، جناب خلیل علیہ السلام نے اللہ سے دعا مانگی ربنا وابعث فیهم رسولنا، یہ دعا مشیت ایزدی کے تقاضے کے عین مطابق تھی اور قدرت اس اعزاز سے جناب خلیل علیہ السلام کو سفر از کرنے کا فیصلہ کر چکی تھی، اس فیصلہ کے تحت ان کے دونوں بیٹوں کو نبوت عطا فرمائی اور جناب اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں سلسلہ نبوت جاری رکھا اور ان کے بیٹے یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے بنی اسرائیل جیسی شہرہ آفاق قوم وجود میں آئی جس میں قریباً ۲۰۰۰۰، انہیاء مبعوث ہوئے، دوسرا طرف بنو اسماعیل کو قدرت نے ایک معین وقت کا انتظار کروا یا، بنو اسرائیل میں مبعوث ہونے والے ہر نبی اپنی اپنی قوم کو آخری پیغمبر کا تعارف کرتے گئے حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو بنو اسرائیل کے آخری پیغمبر تھے جاتے جاتے اپنی قوم کو ان الفاظ کے ساتھ خوشخبری سنانے کے لئے رسول اللہ الیکم مصدقہ لاما بین یہی من التورۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدہ اسمہ احمد.

ادھر نہام رسولوں کی زبانوں سے پیغمبر علیہ السلام کے اوصاف و کمالات کا اعلان کروایا جاتا رہا، ادھر قدرت اپنے پیغمبر علیہ السلام کے انتخاب کیلئے چند اور فیصلے کر چکی تھی کہ یہ وسیع تر دنیا ۲۴ حصوں میں تقسیم ہے، [۱] عرب فصح و بلیغ کو کہتے ہیں [۲] عجم گونگے کو کہتے ہیں، اللہ اپنے نبی کو عرب میں بھیج گاتا کہ علاقائی تعصب کی بنا پر کوئی ان کو بے زبان اور گونگا ہونے کا طعنہ نہ دے سکے اور عرب کے ہزار ہاشمیوں میں سے کہہ میں مبعوث کرے گا تا کہ جناب خلیل علیہ السلام کی آرزو بھی با مراد ہو اور کہ کے وسط میں واقعہ ہونے کی وجہ محبوب علیہ السلام کے فیض سے اپنے، پرانے، دوست، دشمن سمجھی فیضیاب ہو سکیں، مکہ کے ڈھیروں قبائل میں سے قریش کا انتخاب کیا، کیونکہ قریش کو کعبہ کی مجاوری کا شرف حاصل تھا اور احترام و مقام میں کوئی قبیلہ اس کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتا تھا، قریش کی شاخوں میں سے بنو ہاشم کا انتخاب کیا، وجہ ان کی مہمان نوازی تھی، شاخ بنو ہاشم میں خاندان عبدالمطلب کا انتخاب کیا، وجہ یہ تھی کہ عبدالمطلب کعبہ کے متولی تھے اور آقادنیا کے متولی بن کر آ رہے تھے، لائق شان یہ ہی تھا کہ دنیا کا متولی کعبہ کے متولی کی گود میں فقاریاں مارے، عبدالمطلب کے بیٹوں میں عبداللہ کو چنانکہ اللہ کے برگزیدہ عبد نے آنا تھا، مناسب یہ ہی تھا کہ وہ اللہ کے بندے کے گھر میں آئے جس طرح اللہ نے آپ علیہ السلام کے دو دھیال کا انتخاب کیا اسی طرح نھیاں کو بھی منتخب فرمایا، مدینہ کے کئی قبائل

میں سے بنو زہرہ کا انتخاب کیا جس کا مطلب تروتازہ ہے، چونکہ نبی ﷺ کی تروتازگی کے پیامبر بن کر تشریف لا رہے تھے تو قبیلہ زہرہ منتخب ہوا، پھر والدہ کا انتخاب بھی کیا کہ وہ آمنہ معنی امانت دار ہوں گی، چونکہ نبی بھی امین ہیں تو والدہ آمنہ منتخب ہوئیں اور پیدائش کے سال کا انتخاب کیا کہ محظوظ کی ولادت اس سال ہوگی، جب خلیل اللہ کی یادگار کعبۃ اللہ پر حملہ آور ہونے والے اب ہے اور اس کے دیوبیکل ہاتھیوں کے لشکر کو قدرت نے چھوٹی چھوٹی ابابیلوں سے پڑایا ہو گا، اللہ نے آ قائل ﷺ کو رمضان کے مہینے میں پیدائشیں کیا کہ کہیں دنیا کے عقل و شعور سے نا آشنا لوگ ولادت مصطفیٰ ﷺ کو رمضان کی وجہ سے افضل نہ سمجھ لیں اور جمع کے دن بھی پیدائشیں کیا کہ کوئی ان کی ولادت کو جمعہ کا مرہون احسان نہ سمجھ بیٹھے بلکہ آقا کورنیج الاول جیسے بے عظمت مہینے میں پیدا کر کے اس کو دائیٰ عظمت والا مہینہ بنادیا، ولادت کے بعد ابتدائی محافظت کے طور پر امام ابن حیثما کا انتخاب فرمایا، نام رکھنے کی باری آئی تو دادا محترم نے کہا کہ نام ایسا ہو جو پہلے کسی کا نہ رکھا گیا ہو، چنانچہ محمد نام منتخب ہوا، پورش کی باری آئی تو دایہ کا انتخاب حضرت حلیمه سعدیہ رضی اللہ عنہا کا ہوا، رفقاء کا انتخاب کیا تو حضرات صحابہ کرام ﷺ کو منتخب کیا، شریکِ حیات کے طور پر جن کو منتخب کیا وہ امہات المؤمنینؓ کھلائیں، آپ ﷺ کے اسمائے مبارکہ بھی آپ ﷺ کے اوصاف و کمالات کی طرح خلیف و عظیم ہیں، جس میں غور و فکر کرنے سے خالق اور اس کی شاہکار ترین مخلوق کے اوصاف سے نہ صرف آگاہی ہوتی ہے بلکہ ایمان کی کیفیات میں بھی موجود در میں اضافہ ہوتا ہے۔

علامہ نووی عہدیہ کی تحقیق کے مطابق آپ ﷺ کا نام نامی اسم گرامی تورات میں طاب طاب، انجلیل میں فاروق، زبور میں عاقب، پہلے آسان پر احمد، دوسرے پر محبی، تیسرا پر مرتضی، چوتھے پر مزکی، پانچویں پر مجیب، پھٹے پر مظہر، ساتویں پر مقرب، عرش برین پر حبیب اللہ، کرسی کی پیشانی پر محمد رسول اللہ، اوح محفوظ میں صفائ اللہ، طوبی کے پتوں پر صفوۃ اللہ، اللہ کے ہاں عبد اللہ، فرشتوں میں عبد الحمید، حاملین عرش کے ہاں عبد الجمید، انبیاء کے ہاں عبد الوہاب، شیاطین کے خیال میں عبد القہار، دریاؤں میں عبد المہیمن، سمندر کی لہروں پر عبد القدوس، کیڑے مکوڑوں میں عبد الغیاث، پرندوں میں عبد الغفار، درندوں میں عبد المؤمن، اہل جہنم کیلئے عبد الجبار، اہل جنت کیلئے عبد الکریم، ہر مخلوق آپ ﷺ کو کسی نہ کسی وصف کیسا تھوڑا موسم کرتی ہے، علامہ امام دارالنی عہدیہ نے دلائل الخیرات میں آپ ﷺ کے ۱۲۰۱ اسماء نقل کئے ہیں، علامہ ابن عزیل عہدیہ نے ۳۰۰ اور

علامہ سعیدی علیہ نے ۵۰۰ نام نقل کئے ہیں، مولانا موسیٰ روحانی بازی علیہ السلام نے اپنے قصیدۃ الحسنی میں ۵۰۰ اسمائے مبارکہ کو منظوم گدستہ کی صورت میں پیش کیا ہے، آپ علیہ السلام کاذاتی نام محمد ہے، جس کا مادہ حمد ہے، محمد سے آپ علیہ السلام کی خصوصی نسبت ہے، وہ اس طرح کہ آپ علیہ السلام کو محمد و احمد کہا گیا جو کتاب دی گئی، اس کو فرقان حمید کہا گیا، آپ علیہ السلام کا پرچم لواب الحمد کہلا یا، امت حمادوں کہلا یا، آپ علیہ السلام کو بلند ترین مقام محمود عطا کیا گیا، کائنات کی ساری مخلوق اپنے خالق کی حمد و شنا کو بیان کرتی ہے، ان سب کے سردار نبی کریم علیہ السلام ہیں
الغرض

جانبِ مصطفیٰ علیہ السلام کی ذات ہر گمان سے بلند
خدا کا حسن انتخاب، انتخاب لا جواب
جانبِ نبی کریم علیہ السلام کی مدح سرائی قصیدہ خوانی میں مصنف جتنی چاہے تصانیف لکھ لے، مؤلف جتنی
چاہے کتب تالیف کر لے، شعراء جتنا چاہیں منظوم کلام کہہ لیں، آخر آکر یہ کہنے پر مجبور دکھائی دینے لگتے ہیں،
تحقیک ہے فکر رسال، مدح باقی ہے
قلم ہے آبلہ پا، مدح باقی ہے
تمام عمر لکھا، مدح باقی ہے
ورق تمام ہوا، مدح باقی ہے
(صلی اللہ علی النبی الامم وآلہ)

ضروری اعلان

ماہنامہ نصرۃ العلوم کے تمام قارئین کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ جن قارئین کرام کا
سالانہ چندہ خریداری ختم ہو چکا ہے وہ برائے مہربانی جلد روانہ فرمادیں، شکریہ۔

[ادارہ]

جامعہ نصرۃ العلوم کے اعزازات

- [۱] مورخہ ۱۸ ستمبر ۲۰۱۴ء بروز جمعرات بوقت صبح ۱۰ بجے بمقام ضلع کوئل ہال گوجرانوالہ میں مکمل اوقاف حکومت پنجاب کے زیر اہتمام اکتسیوال سالانہ علمی مقابلہ حسن قرأت و حفظ القرآن منعقد ہوا، جس میں ضلع بھر کے دینی مدارس، سکول و کالج کے تقریباً ۱۵۰ کے قریب طلباء نے شرکت کی، مقابلہ کی کل چھ نشستیں تھیں۔
- (۱) پہلی نشست میں مکمل قرآن پاک کا حدر میں مقابلہ تھا جس میں اول پوزیشن جامعہ نصرۃ العلوم کے شعبہ قرأت عشرہ سال دوم کے طالب علم قاری عمر خالد نے، اور تیسری پوزیشن قاری عبد الرحمن نعمانی فاضل قرأت عشرہ جامعہ نصرۃ العلوم نے حاصل کی۔
 - (۲) دوسری نشست میں بیس (۲۰) پاروں کا مقابلہ ہوا، جس میں اول پوزیشن جامعہ نصرۃ العلوم کے شعبہ تجوید سال دو مکمل کے طالب علم قاری عثمان فاقوہ نے اور تیسری پوزیشن قاری عبد القوی فاضل تجوید و قرأت جامعہ نصرۃ العلوم نے حاصل کی۔
 - (۳) تیسری نشست میں دس (۱۰) پاروں کا مقابلہ ہوا، جس میں پہلی پوزیشن جامعہ نصرۃ العلوم شعبہ تجوید سال اول کے طالب علم حافظ عمر زاہد نے، اور دوسری پوزیشن تجوید سال دو مکمل کے طالب علم حافظ اسد الرحمن نے، اور تیسری پوزیشن بھی تجوید سال اول کے طالب علم حافظ بابر علی نے حاصل کی۔
 - (۴) چوتھی نشست میں پانچ (۵) پاروں کا مقابلہ ہوا، جس میں اول پوزیشن جامعہ نصرۃ العلوم کے شعبہ تجوید سال اول کے طالب علم حافظ عبد اللہ ڈار نے حاصل کی۔
 - (۵) پانچویں نشست میں سولہ (۱۶) سال سے کم عمر کے قراءے کے مابین مقابلہ حسن قرأت منعقد ہوا، جس میں اول پوزیشن قاری جنید احمد نے حاصل کی جو جامعہ نصرۃ کے شعبہ قرأت عشرہ سال اول کے طالب علم ہیں۔
 - (۶) چھٹی نشست میں سولہ (۱۶) سال سے زائد عمر کے قراءے کے درمیان مقابلہ حسن قرأت منعقد ہوا

جس میں اول پوزیشن قاری بیانی فاضل اقراءٰ العشر جامعہ نصرۃ العلوم نے حاصل کی۔

الحمد للہ گز شستہ سالوں کی طرح اس سال بھی مکملہ اوقاف کے مقابلہ میں جامعہ نصرۃ العلوم کے شعبہ تجوید و قراءت کے طلباء نے سب سے زیادہ پوزیشن حاصل کر کے اپنے جامعہ کا نام روشن کیا، الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

(نوت) جن طلباء نے اول، دوئم، سوم پوزیشن حاصل کی ہیں، اب وہ صوبائی مقابلہ جو کہ بادشاہی مسجد لاہور میں منعقد ہوگا، شرکت کر کے جامعہ نصرۃ العلوم کی طرف سے ضلع گوجرانوالہ کی نمائندگی کریں گے، انشاء اللہ العزیز۔

[۲] مورخہ ۷ نومبر ۲۰۱۳ء بروز جمعرات بعد از نمازِ عشاء بمقام جامعہ مسجد مسلم الہدیث نو شہرہ روڈ گوجرانوالہ میں جمیعت القراء پاکستان کے زیر انتظام آں پنجاب مقابلہ حسن قراءت منعقد ہوا جس میں قاری محمد ابو بکر فاضل تجوید و قراءت جامعہ نصرۃ العلوم نے دوسری پوزیشن حاصل کر کے چودہ ہزار (۱۴۰۰) روپے نقد و انعامی شیلڈ اور دیگر قیمتی انعامات حاصل کئے۔

حدیث کی مشہور کتاب مسند امام احمد بن حنبل رض کی تشریح بنام

دروس الحدیث

افادات: مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی رض

مرتب: الحاج لعل دین ایم اے رض

اس کا نیا ایڈیشن شائع ہو کر منظر عام پر آگیا ہے

جلد اول، صفحات: ۳۳۲/ جلد دوم، صفحات: ۸۰۸

جلد سوم، صفحات: ۳۹۲/ جلد چہارم، صفحات: ۳۹۲

ناشر: ادارہ نشر و اشاعت جامعہ نصرۃ العلوم فاروق گنج گوجرانوالہ

وفیات

[۱] حضرت مولانا ڈاکٹر خالد محمود سو مر و کی شہادت

جمعیت علماء اسلام صوبہ سندھ کے سیکرٹری جزل سابق سینیٹر حضرت مولانا ڈاکٹر خالد محمود سو مر و کو ۶ صفر الحیر ۱۴۳۶ھ بمقابلہ نومبر ۲۹ء کو نمازِ فجر کے دوران سکھر میں چند شقی القلب افراد نے فائزگ کرتے ہوئے شہید کر دیا، انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مولانا امن کا نفرس میں شرکت کیلئے سکھر گئے ہوئے تھے اور اتفاق سے اسی دن ان کے ایک بیٹے کی شادی بھی تھی، بعد ازاں انہیں لاڑکانہ میں سندھ کے تاریخی نمازِ جنازہ کی ادائیگی کے بعد سپردخاک کیا گیا۔

ہمارا وطن عزیز اس وقت اہل حق کی ٹارگٹ میں انتہاء کو پہنچا ہوا ہے اور بہت سے اہل علم و فضل کو اسی پاداش میں ہم اب تک کھو چکے ہیں، لیکن قاتلوں کا سراغ بھی بھی نہیں مل سکا جو کہ کسی کے حق میں بھی نیک شگون نہیں ہے، ملک اور سلطنت ہمیشہ امن و امان سے عروج پاتی ہے اور قتل و غارت گری سے زوال کی گہرائیوں میں چلی جاتی ہے، اے کاش کہ ہمیں بھی ایسے حکمران میسر آ جائیں جو اہل ملک کو امن و امان فراہم کر سکیں۔

مولانا ڈاکٹر خالد محمود سو مر و شہید ایک عالم باعمل، حالات حاضرہ اور ملکی سیاست پر عیتنظر رکھنے والے فعال دانشور اور دلیر لیڈر تھے، دینی علوم کے ساتھ دنیاوی علوم سے بھی مالا مال تھے، عربی، اردو، فارسی، انگریزی اور سندھی زبان پر یکساں عبور رکھتے تھے، دشمن نے اس بار ایک ایسے پھول کو مسلما ہے جس کا قلق مدتوں محسوس ہوتا رہے گا، ان کی مدلل، پر جوش اور دلول انگریز تقاریر سامعین بھی فراموش نہ کر سکیں گے، وہ نہ صرف مذہبی، دینی اور مسلکی کام کرتے تھے بلکہ سیاسی، سماجی اور معاشرتی خدمات کے حوالہ سے بھی در دل رکھنے والے انسان تھے۔

اپنے علاقہ میں انہوں نے ان تمام امور میں قبل قدر خدمات انجام دی ہیں، ماہنامہ نصرۃ العلوم کے بھی وہ

روزِ اول سے قاری تھے اور وقتاً فوتاً پنی وقیع تحریریں بھی اس میں اشاعت کیلئے روانہ فرماتے رہتے تھے، جو ماہنامہ نصرۃ العلوم کی فالکوں میں موجود ہیں، گوجرانوالہ سے ان کو خصوصی تعلق اس لئے بھی تھا کہ ان کے والد ماجد عزیزی نے یہاں جامعہ صدیقیہ میں حضرت مولانا قاضی شمس الدین عزیزی سے دورہ حدیث کی تعلیم کامل کی تھی اور پھر کچھ عرصہ گوجرانوالہ کے کسی مدرسہ میں مدرس بھی رہے تھے، اور وہ حضرات شیخین کربلائی کی کتب سے نہ صرف استفادہ کرتے تھے بلکہ ان کے بے حد مدار و اور قدر دان بھی تھے، اس بات کا اظہار انہوں نے احقر سے ایک ملاقات میں کیا تھا، جب گوجرانوالہ والے کے دوستوں نے ایک بار انہیں محرم الحرام میں کھیالی دروازہ چوک میں منعقد ہونے والی سالانہ ”عظمت صحابہ کرام و اہلیت عظام“ کانفرنس میں خطاب کی دعوت دی جو ہمارے توسط سے تھی، تو وہ اس میں شرکت کیلئے پہلے سید ہے جامعہ نصرۃ العلوم میں احقر کے پاس تشریف لائے، اس رات ان سے کافی لمبی نشست ہوئی اور ان کے ذہن، افکار، اخلاق، روایہ، روحانی، خدمات اور مختلف امور کے بارے میں قابلِ رشک رسائی ہوئی، بعد ازاں جمعیۃ علماء اسلام کی آئین شریعت کانفرنس مینار پاکستان لاہور میں اور دیگر کئی موقع پر بھی ان کے جارحانہ بیانات سننے کا موقع ملا، یقیناً وہ ایک قابلِ قدر انسان تھے، ایک مرتبہ انہوں نے جنیوا میں پاکستان کی نمائندگی کرتے ہوئے جوانگریزی میں خطاب فرمایا تھا، اس کا ترجمہ احقر کو روانہ کیا کہ اسے ماہنامہ نصرۃ العلوم میں من و عن شائع کر دیں اور مضمون کے ساتھ مندرجہ ذیل خط بھی لکھا۔

”بخدمتِ گرامی جناب ایڈیٹر صاحب زید شرفہ!

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ!

امید ہے کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔

حال ہی میں جنیوا میں اقوام متعدد کے میں الاقوامی سیمینار میں پاکستان کی نمائندگی کرتے ہوئے اس احقر نے جواب تیں وہاں بیان کی ہیں، اس گفتگو کا رد و ترجمہ آپ کی خدمت میں ارسالِ خدمت ہے۔
اگر اس تقریر کو آپ من و عن شائع فرمادیں تو میں آپ کا بے حد منون رہوں گا۔
دعا گو

مولانا ڈاکٹر خالد محمود سعید

‘‘23/11/08’’

پھر جب ان کے والد ماجد عین اللہ کی وفات ہوئی تو ان کے متعلق ایک تعریفی اور تعاریف مفصل مضمون انہوں نے لکھ کر احقر کو روانہ فرمایا جو ماہنامہ نصرۃ العلوم میں مطبوعہ ہے، اس مضمون کے ساتھ انہوں نے احقر کے نام ایک خط بھی لکھا جو ذیل میں درج کیا جا رہا ہے جس سے ان کے والد ماجد عین اللہ کی دینی خدمات کے حوالے سے کافی معلومات حاصل ہو سکیں۔

”محترم عزت مآب حضرت ایڈیٹر صاحب ----- دامت برکاتہم العالیہ
السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔

حوالہ یہ ہے کہ میرے والد بزرگوار استاذ العلماء حضرت مولانا علی محمد حقانی جو سندھ کے بزرگ عالم دین تھے، جنہوں نے ہزاروں علماء پیدا کئے، جنہوں نے لاڑکانہ شہر میں ایک عظیم دینی درسگاہ جامعہ اسلامیہ اشاعت القرآن والحدیث کا قیام عمل میں لایا، جنہوں نے پوری زندگی عقائد کی اصلاح اور اعمال کی درستگی کے لئے وقف کر دی تھی، جنہوں نے سندھی زبان میں بیسیوں دینی کتابیں لکھیں، جن کے ذریعے ہزاروں لوگوں کو ہدایت ملی، جنہوں نے عمر بھر شرک و بدعاوں کا تعاقب کیا، لاڑکانہ شہر جو کسی زمانے میں رفع اور شرک و بدعاوں کا مضبوط مرکز تھا، حضرت کی مختتوں کے تیجیں میں لاڑکانہ اور مضافات میں انقلاب برپا ہوا، وہ لاڑکانہ جہاں پر ۱۹۷۰ء میں صحیح العقائد لوگوں کے پاس ایک یاد و مسجدیں بھی نہیں تھیں، اس وقت لاڑکانہ شہر میں ۷۰ سے زائد مسجدوں میں حضرت کے شاگرد یا ان کے شاگردوں کے شاگرد امام اور خطیب ہیں، اللہ رب العزت نے خدمت دین متین کے حوالے سے میرے والد بزرگوار سے بہت بڑا کام لیا۔

میرے والد بزرگوار تقریباً ۴۰ سال کی عمر میں ۲۰۱۱ء اپریل ۱۳۳۲ھ کو اللہ کو پیارے ہو گئے، ان کی یاد میں ایک مضمون اس خط کے ساتھ آپ کی خدمت میں صحیح رہا ہوں، اس امید کے ساتھ کہ آپ اس مضمون کو خصوصی اہمیت کے ساتھ شائع فرمائ کر مجھے شکریہ کا موقع فراہم کریں گے، جزاکم اللہ احسن الجزاء“

والسلام

دعا گو، سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو

ناظم عمومی جمعیت علماء اسلام صوبہ سندھ

“25/5/2011

ڈاکٹر خالد محمود شہید عین اللہ جمعہ کی مستقل خطابت، مدرسہ کا اہتمام و انتظام، تعلیم و تربیت، سیاسی دوروں اور دیگر متعدد امور کی انجام دہی کیسا تھا ساتھ سننے میں آیا ہے کہ وہ اس وقت قرآن کریم کی سندھی زبان میں تفسیر بھی لکھ رہے تھے، اللہ رب العزت ان کی بہم جہت خدمات کو اپنی بارگاہ اقدس میں شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے ان کے درجات کی بلندی کا ذریعہ بنائے، انکے پسماندگان کو صبر جیل اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق ارزانی فرمائے، ہم ان کے صاحبزادگان، خاندان اور جملہ متعلقین سے تعزیت کرتے ہوئے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی شہادت کو قبول فرمائے اور ظالموں سے انتقام لے، آمین یا رب العالمین۔

[۲] جامعہ نصرۃ العلوم کے ایک قدیم فاضل مولانا حافظ خلیل الرحمن ضیاء گزشتہ ماہ گو جرانوالہ میں انتقال فرم گئے ہیں، مرحوم شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری عین اللہ کے مرید خاص حضرت مولانا نور دین عین اللہ کے صاحبزادہ تھے، حافظ صاحب مرحوم نے ۱۹۶۹ء میں جامعہ نصرۃ العلوم سے دورہ حدیث سے سنبھل فراغت حاصل کی، اور وہ شیخ الحدیث حضرت مولانا زاہد الرashدی مدظلہ کے ہم کلاس بھی تھے، مدت العرصحافت کے پیشہ سے وابستہ رہے اور کئی نامور اخبارات کے سینئر صحافی کے عہدہ پر خدمات انجام دیتے رہے، وقتاً فوقتاً اپنے مادر علمی میں بھی آتے رہتے تھے، احقر سے بھی علیک سلیک تھی، صاحب مجلس اور ہنس مکھ انسان تھے، اللہ رب العزت انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگد نصیب فرمائے، آمین۔

[۳] جامعہ نصرۃ العلوم کے قدیم فاضل حضرت مولانا قاری عبد المالک ہزاروی خطیب جامع مسجد اکبری ریلوے کالونی کوئٹہ بھی ۱۵ دسمبر ۲۰۱۳ء کو اچانک انتقال فرمائے ہیں، مرحوم ایک شریف الطبع، کم گوارم بحت کرنے والے انسان تھے، کافی عرصہ سے کئی جسمانی عوارضات میں بتلا تھے لیکن ہر سال اپنے مادر علمی میں آنے کا معمول تھا، گزشتہ سال وہ آخری بار تشریف لائے تو فانج کی وجہ سے لاٹھی کے سہارے چل رہے تھے، انہوں نے ۱۹۷۴ء میں جامعہ نصرۃ العلوم سے دورہ حدیث سے فراغت حاصل کی تھی اور پھر کچھ عرصہ ادارہ نشوشا نت جامعہ نصرۃ العلوم کے ناظم اور شعبہ حفظ و ناظرہ کے نگران استاذ بھی رہے تھے، ان کا آبائی علاقہ آلاتی ضلع بگرام ہے لیکن وہ کوئٹہ میں مدت العرصہ دینی خدمات انجام دیتے رہے، ان کے والد ماجد لالہ غلام حیدر مرحوم ان چند گنے پنے لوگوں میں سے ایک تھے جو حضرات شیخین کریمین سے بے تکلف پشتو زبان میں گفتگو کر لیا کرتے تھے، وہ گو جرانوالہ کی کسی فیکٹری میں چوکیدار تھے اور بزرگوں سے بے پناہ محبت رکھتے تھے،

مولانا قاری عبد المالک مرحوم کی اچانک وفات سے بہت دلی صدمہ ہوا کیونکہ ان سے بہت سی یادیں وابستہ ہیں، وہ ہم سے سینئر بھی تھے اور بے تکلف دوست بھی، ان کی اچانک وفات پر ذہن کئی بار بچپن، نو عمری اور اب بڑھا پے کی طرف گامزن باہمی رفاقت کے کئی واقعات اپنی سکرین پر لاتا رہا، ہم ان کے تمام خاندان والوں سے تعزیت کرتے ہوئے ان کے غم میں شریک ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ رب العزت ان کی جملہ خدمات کو قبولیت بخشد اور اپنے خصوصی فضل و کرم کا معاملہ فرماتے ہوئے اعلیٰ جنت میں مقام نصیب فرمائے، آمین۔

[۳] عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنماء مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے والد محترم بھی گزشتہ ماہ انتقال فرمائے ہیں، مرحوم نیک و صالح انسان تھے اور ایک دینی ادارہ کے سرپرست بھی تھے۔

[۴] گوجرانوالہ میں خان برادری کے لیڈر ریاض احمد خان بھی گزشتہ ماہ انتقال فرمائے ہیں، مرحوم مدت العبر جامع مسجد نور میں نماز جمعہ ادا کرتے رہے اور جامعہ نصرۃ العلوم کے ہی خواہوں اور معاونین میں سے تھے، حضرت والد ماجد عبید اللہ انبیاء "پہلوان صاحب" کے نام سے پکارتے تھے، ان کے ایک بیٹے نے جامعہ نصرۃ العلوم میں دورہ حدیث سے گزشتہ سال فراغت حاصل کی ہے اور ان کے دیگر جملہ صاحبو ادگان اور خاندان کا بھی ادارہ سے گہرائی بی تعلق ہے، اللہ رب العزت انہیں جوار حمت میں جگہ نصیب فرمائے۔

[۵] ڈاکٹر مظہر محمود بٹ ایک روڈ ایکسپریسٹ میں انتقال فرمائے ہیں، اللہ رب العزت ان سے کرم کا معاملہ فرمائے۔

[۶] جامعہ نصرۃ العلوم کے قدیم خیر خواہ اور معاون جناب محمود انور بٹ ایڈو و کیٹ کی اہلیہ محترمہ اور میجر و سیم محمود بٹ کی والدہ محترمہ بھی گزشتہ ماہ لاہور میں انتقال کر گئی ہیں، مرحومہ صوم و صلوٰۃ کی پابند اور صالح خاتون تھیں۔

[۷] گزشتہ ماہ ایک دل فگار اور خون آشام سانحہ پشاور میں شہید ہونے والے تمام بچوں، ان کے اساتذہ اور سکول کے تمام وہ ارکانِ عملہ جو اس حادثہ میں شہید ہو گئے ہیں، ہم ان کے بارے میں اللہ رب العزت کے حضور دست بدعا ہیں کہ وہ تمام کی بخشش و مغفرت فرمائے، غلطیاں کوتاہیاں معاف فرمائے اور جنت الفردوس کے اعلیٰ مقام میں جگہ نصیب فرمائے اور جو زخمی ہیں اللہ تعالیٰ انہیں صحت و عافیت اور امن و سلامتی نصیب فرمائے، ادارہ نصرۃ العلوم اس حادثہ میں شہید ہونے والے تمام خاندانوں سے دلی تعزیت کرتا ہے اور ان کے غم اور صدمہ میں برابر شریک ہے اور دعا گو ہے کہ وہ ظالموں اور سفاکوں سے انتقام لے، آمین یا رب العالمین۔

ماہنامہ الشریعہ می خصوصی اشاعت

افادات امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ

--- حصہ اول ---

- [۱] علوم الحدیث۔ اصول و مبادی [۲] علمی و اصلاحی نگارشات
- [۳] تذکرہ شخصیات [۴] استفسارات و جوابات [۵] مقدمات و تقاریب
- [۶] منتخب افادات [۷] خطبات و تقاریر [۸] مکاتیب

صفحات: ۸۲۳
قیمت: ۳۵۰ روپے
(علاوہ ڈاک خرچ)

مکتبہ امام اہل سنت جامع مسجد شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ
(0306-6426001) سے طلب کیا جاسکتا ہے۔